ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۴ جمعۃ المبارک ۲۶/ستمبر ۱۹۹۷ء شمارہ ۳۹

۲۳/جمادی الاول ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۲۶/تبوک ۱۳۷۶ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

تقویٰ کے مراتب بہت ہیں۔ تقویٰ کی شرط یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے احکام دئیے ان کو اخیر تک پہنچائے اور بے صبر نہ ہو جاوے

" ایک متقی تو اپنے نفس امارہ کے برخلاف جنگ کر کے اپنے خیال کو چھپاتا ہے اور خفیہ رکھتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اس خفیہ خیال کو ہمیشہ ظاہر کر دیتا ہے۔ جیسا کہ ایک بدمعاش کسی بدچلنی کا مرتکب ہو کر خفیہ رہنا چاہتا ہے اسی طرح ایک متقی چھپ کر نماز پڑھتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کوئی اس کو دیکھ لے۔ سچا متقی ایک قسم کا ستر چاہتا ہے۔ تقویٰ کے مراتب بہت ہیں لیکن بہر حال تقویٰ کے لئے تکلف ہے اور متقی حالت جنگ میں ہے اور صالح اس جنگ سے باہر ہے جیسے کہ میں نے مثال کے طور پر اوپر ریاء کا ذکر کیا ہے جس سے متقی کو آٹھوں پہر جنگ ہے۔

بسا اوقات ریاء اور حلم کا جنگ ہو جاتا ہے۔ کبھی انسان کا غصہ کتاب اللہ کے برخلاف ہوتا ہے۔ گالی سن کر اس کا نفس جوش مارتا ہے۔ تقویٰ اس کو سکھلاتا ہے کہ وہ غصہ کرنے سے باز رہے۔ جیسے قرآن کہتا ہے: " واذا مروا باللغو مروا کراما" (الفرقان : ۷۳) ایسا ہی بے صبری کے ساتھ اسے اکثر جنگ کرنا پڑتا ہے۔ بے صبری سے مراد یہ ہے کہ اس کو راہ تقویٰ میں اس قدر دقتوں کا مقابلہ ہے کہ مشکل سے وہ منزل مقصود پر پہنچتا ہے اس لئے بے صبر ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک کنواں پچاس ہاتھ تک کھودنا ہے۔ اگر دو چار ہاتھ کے بعد کھودنا چھوڑ دیا جائے تو محض ایک بدظنی ہے۔ اب تقویٰ کی شرط یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے احکام دیئے ان کو اخیر تک پہنچائے اور بے صبر نہ ہو جاوے۔

راہ سلوک میں مبارک قدم دو گروہ ہیں۔ ایک دین العجائز والے جو موٹی موٹی باتوں پر قدم مارتے ہیں۔ مثلاً احکام شریعت کے پابند ہو گئے اور نجات پا گئے۔ دوسرے وہ جنہوں نے آگے قدم مارا۔ ہرگز نہ تھکے اور چلتے گئے حتیٰ کہ منزل مقصود تک پہنچ گئے لیکن نامراد وہ فرقہ ہے کہ دین العجائز سے تو قدم آگے رکھا لیکن منزل سلوک کو طے نہ کیا۔ وہ ضرور دہریہ ہو جاتے ہیں۔ جیسے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو نمازیں بھی پڑھتے رہے، چلہ کشیاں بھی کیں، لیکن فائدہ کچھ نہ ہوا۔ جیسے ایک شخص منصور مسیح نے بیان کیا کہ اس کی عیسائیت کا باعث یہی تھا کہ وہ مرشدوں کے پاس گیا، چلہ کشی کرتا رہا، لیکن فائدہ کچھ نہ ہوا تو بدظن ہو کر عیسائی ہو گیا۔

سو جو لوگ بے صبری کرتے ہیں وہ شیطان کے قبضہ میں آجاتے ہیں۔ سو متقی کو بے صبری کے ساتھ بھی جنگ ہے۔ بوستان میں ایک عابد کا ذکر کیا گیا ہے کہ جب کبھی وہ عبادت کرتا تو ہاتف یہی آواز دیتا کہ مردود و مخذول ہے۔ ایک دفعہ ایک مرید نے یہ آواز سن لی اور کہا کہ اب تو فیصلہ ہو گیا۔ اب ٹکریں مارنے سے کیا فائدہ ہو گا۔ وہ بہت رویا اور کہا کہ میں اس جناب کو چھوڑ کر کہاں جاؤں۔ اگر ملعون ہوں، تو ملعون ہی سہی۔ غنیمت ہے کہ مجھ کو ملعون تو کہا جاتا ہے۔ ابھی یہ باتیں مرید سے ہو ہی رہی تھیں کہ آواز آئی کہ تو مقبول ہے۔ سو یہ سب صدق و صبر کا نتیجہ تھا جو متقی میں ہونا شرط ہے۔ (ملفوظات جلد اول (طبع جدید) صفحہ ۱۵، ۱۶)

مجھے ذرہ بھی شک نہیں کہ یہ مباہلہ کا سال اپنی پوری شان کے ساتھ ظاہر ہو گا

ایک ہفتہ کے اندر اندر خدا کے فرشتے اترے اور حیرت انگیز کام دکھائے جن کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے تھے

گیمبیا میں حکومتی سطح پر جماعت احمدیہ کے خلاف کھیلے جانے والے بھیانک ڈرامے کا عبرت انگیز انجام اور الٰہی تائید و نصرت کا ایمان افروز تذکرہ

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۲/ستمبر ۱۹۹۷ء)

(لندن۔ ۱۲/ستمبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا کہ گزشتہ جمعہ پر میں نے گیمبیا میں ہونے والے بھیانک ڈرامے کا ذکر کیا تھا اور چند ان

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی و روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تا کہ اگر کوئی اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔ کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ گزشتہ ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ درج ذیل ہے۔

ہفتہ، ۶/ستمبر ۱۹۹۷ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بچوں کی ملاقات کا دن تھا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد ایک بچے نے سوانح حضرت نواب محمد دین صاحب (جو محترمہ بیگم شاہنواز صاحبہ کے والد محترم تھے) انگریزی میں پڑھے۔ انہیں خان بہادر اور نواب کے القابات سے نوازا گیا۔ انہیں ان کی والدہ محترمہ نے تین ہدایات کی تھیں جن پر وہ ساری عمر عمل کرتے رہے (۱) ماں باپ کی خدمت، (۲) صبح اٹھنا اور (۳) جو بھی ملے اسے سلام کرنا۔ بہت ذہین، سخی اور مہذب تھے، موصی تھے، راستباز اور متقی تھے۔ تعمیر ربوہ کے سلسلے میں انکی خدمات کو حضرت مصلح موعودؓ نے بہت سراہا۔

اتوار، ۷/ستمبر ۱۹۹۷ء :

آج اسلام آباد میں منعقدہ انصار اللہ اجتماع ۱۹۹۷ء میں ہونے والی مجلس سوال و جواب کی کارروائی نشر کی گئی اس کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر پیش ہے:

☆ بدعت کا کیا مطلب ہے۔ غیر احمدی لوگ میت کے سامنے گھر میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں۔

☆ میں شیعہ تھا اور اب خدا کے فضل سے احمدیت میں داخل ہو گیا ہوں۔ اور میرا ایمان ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد امام مہدی ہیں۔ میں باقی مسلمانوں کو کس طرح یقین دلاؤں؟

حضور نے فرمایا کئی طریقوں سے بتایا جا سکتا ہے۔ امام مہدی نے عیسیٰ کے نام سے آنا تھا۔ ان کے کہنے کے مطابق ایک امام مہدی نے آنا ہے اور دوسرے عیسیٰ بن مریم نے۔ ایسی کوئی حدیث نہیں ملتی جو بارھویں امام کے لئے کسوف و خسوف کے نشان کو پیش کرے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ "ان لمھدینا آیتین" جس کا مطلب یہ ہے کہ اور بھی نیک ہدایت یافتہ ہوں گے لیکن 'ہمارے مہدی' کے لئے دو ایسے نشان دکھائے جائیں گے جو کبھی کسی دوسرے کے لئے نہیں دکھائے گئے۔

حضور نے تفصیل کے ساتھ ان دو آسمانی نشانوں کی وضاحت فرما کر ان نئے احمدی ہونے والے صاحب کو اس ایمان افروز نشان کے ہتھیار سے لیس کیا۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کرو۔ حضور انور اس کی تشریح سے نوازیں؟ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ سچے ہو کر جھوٹے ہونے کا اقرار کرو بلکہ جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کرنے کی تعلیم ہے۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ میں سچا ہوں اور سچے ہوتے ہوئے عاجزی اختیار کرنے میں عظمت ہے۔

☆ کیا اجرام فلکی اپنے اندر کوئی اثر رکھتے ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ سائنس کے مطابق اثر رکھتے ہیں۔ عورتوں کے خاص ایام چاند کے زیر اثر ہوتے ہیں۔ بعض کے یہ دور ہلال اور بعض کے بدر کی راتوں سے متعلق ہیں۔ اسی طرح درختوں وغیرہ پر بھی ان کا اثر ہوتا ہے۔

☆ خلیجی جنگ کے دوران حضور نے ایک خطبے میں فرمایا تھا کہ متحدہ فوجوں نے عراق پر جو ظلم روا رکھے ہیں خدا تعالیٰ ان کا انتقام لے گا؟ اس بارہ میں وضاحت فرمائی جائے۔ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا کئی دفعہ ایسا ہو چکا ہے۔ امریکہ پر مصائب آئے اور جو ہتھیار انہوں نے استعمال کئے ان کے ریڈیائی اثرات ان امریکی سپاہیوں پر ظاہر ہو رہے ہیں جنہوں نے اس جنگ میں حصہ لیا تھا۔ اور اب امریکیوں نے گلف میں بھی اپنی شکست کا اعتراف کرنا شروع کر دیا ہے۔ اسی سلسلے میں حضور نے گلف اور بوسنیا کے امریکیوں کے حالات کا مقابلہ کر کے ان اقوام کی منافقت کا پردہ فاش کیا۔

☆ لیڈی ڈیانا کے ماتم کے سلسلے میں حضور انور کا کیا تبصرہ ہے؟

☆ کیا Absolute Justice کا تعلق Efficiency یعنی کارکردگی کے ساتھ ہے؟

☆ صحابہ کرام نے کبھی اپنے آپ کو حاجی نہیں کہا لیکن اب لوگ اکثر الحاج یا حاجی کا لفظ اپنے نام کے ساتھ لگاتے ہیں۔ کیا یہ بدعت ہے؟

حضور نے فرمایا ان دنوں میں حج عام تھا۔ اگر وہ اپنے نام کے ساتھ الحاج کا لقب لگاتے تو سارا عرب ہی شامل ہو جاتا۔ لیکن اب بعض دفعہ لوگ تجارتی فائدہ اٹھانے کے لئے بھی ایسا کرتے ہیں تا کہ اس نام سے لوگوں کو دھوکہ دے سکیں۔ لیکن میں احمدیوں کو اس لقب کے استعمال سے اس لئے منع نہیں کرتا کہ اس سے غیر احمدیوں کے اس اعتراض کا جواب بھی انہیں ملتا ہے کہ احمدی حج نہیں کرتے۔

☆ سوال کیا گیا کہ Dimensions کتنی ہیں اور ان سے کیا فرق پڑتا ہے۔ حضور نے فرمایا یہ ایک حسابی مسئلہ ہے۔ ہم تین Dimensions میں رہ رہے ہیں اور چوتھی وقت ہے اس لئے چار پر اکتفا کر

باقی صفحہ ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

ظہور عین و نصرت دم بدم ہے

یہ سال مباہلہ کا سال ہے اور جیسا کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے لئے غیر معمولی کامیابیوں اور جماعت کے معاند مولویوں کے لئے ناکامیوں کا سال ہے۔ جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر ہونے والی عالمی بیعت میں صرف ایک سال کے عرصہ میں دنیا بھر سے تیس (۳۰) لاکھ افراد کی جماعت احمدیہ مسلمہ میں شمولیت اس امر کا ایک روشن ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ اس جماعت کی پشت پناہ اور معین و مددگار ہے اور آسمان سے توحید خالق کی ہوائیں ہر طرف چل پڑی ہیں۔ جماعت کی ان ترقیات کو دیکھ کر حسد سے دشمن کی پشت خم ہے اور وہ حسب سابق جھوٹ اور افتراء کے اوچھے اور ناکارہ ہتھیاروں سے کام لیتے ہوئے ضلالت و گمراہی کے پھیلانے پر مستعد ہے۔ چنانچہ گیمبیا (مغربی افریقہ) میں ایک حکومتی ٹولے نے جو شرارت کی اور جو مکروہ منصوبہ بنایا اس کی کسی قدر تفصیلات حضور ایدہ اللہ نے اپنے گزشتہ دو خطبات جمعہ میں بیان فرمائی ہیں۔ اسی دوران وہاں کے ملاں نے مباہلہ کا چیلنج قبول کرنے کی جرأت بھی کرلی۔ اور پھر دعاؤں کے تیر نشانے پر جا بیٹھے اور ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی خدا کے فرشتوں نے دشمن کے منصوبوں اور سازشوں کے تار و پود بکھیر ڈالے اور ذلت و نامرادی ان کا مقدر بن کر ظاہر ہوئی۔ فسبحان الذی اخزی الاعادی۔ مباہلہ کا یہ ایک ایسا عظیم الشان نشان ہے جس کے خدا کے فضل سے بہت دوررس اثرات و نتائج ظاہر ہونگے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے احباب کو ان نشانات کے ظہور پر سجدہ تشکر کے ساتھ جشن مناتے ہوئے شاہراہ غلبہ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھتے چلے جانے کی تاکید فرمائی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم سب خصوصیت سے دعاؤں کی طرف توجہ دیں اور عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے اس سے مزید فضل اور نصرت کے طالب ہوں۔ ان نشانات سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے ایمانوں کو صیقل کریں اور خدا سے وہ نور طلب کریں جو نہ صرف ہمارے وجود کو روشن کردے بلکہ ہمارا ماحول بھی اس سے جگمگا اٹھے۔

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

کریں۔ اگرچہ سائنس دانوں نے اب تک ۱۴ معلوم کرلی ہیں۔

☆ عراق میں اقتصادی حالات بہت ابتر ہیں۔ کیا احمدیوں نے اس سلسلہ میں کچھ کیا ہے؟۔ حضور نے افسوس کے لہجہ میں فرمایا کہ صدام نے میرے مشورے پر کان نہ دھرا۔ میں نے عراقی سفیر صاحب کے ذریعہ بھی پیغام بھجوایا کہ آپ کو نقصان پہنچے گا اور آپ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کو غلط سمجھ رہے ہیں اور آپ اپنے آپ کو صلاح الدین ایوبی نہ سمجھیں۔ دنیا انہیں دھوکہ دے رہی تھی اور جنگ سے پہلے جو طاقت شہرت اور دبدبہ حاصل کیا تھا وہ اس جنگ میں تباہ ہو گیا۔ یہودیوں نے فائدہ اٹھایا۔ عراقی عوام نے صدام کو encourage کیا اور تمام نقصان اپنے اوپر خود وارد کیا۔ یہ حماقت تھی اور حماقت کا کوئی علاج نہیں۔

☆ کیا Stones یعنی ہیرے وغیرہ بھی انسان پر اثرانداز ہوتے ہیں؟۔ حضور نے فرمایا کہ صرف سائنسی طور پر جو اثر ہے وہ حقیقت ہے۔ مثلاً جو Copper یعنی تانبہ پہنتے ہیں وہ ہیضے سے محفوظ رہتے ہیں۔ اسی طرح Stones کا بھی اثر ہے لیکن کسی کی قسمت یا تقدیر سے کوئی تعلق نہیں۔

☆ سورۃ فاتحہ میں ہم خدا تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں: ایاك نعبد اور التحیات میں آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں "السلام علیك" حضور انور ازراہ کرم تشریح فرمائیں؟ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا جب آپ قبرستان جاتے ہیں تو کہتے ہیں "السلام علیك یا اهل القبور" یعنی آپ سلامتی بھیجتے ہیں۔ اسی طرح آپ آنحضرت ﷺ پر سلامتی بھیجتے ہیں نہ کہ ان سے مانگتے ہیں۔

سوموار، ۸؍ستمبر ۱۹۹۷ء:

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۵۵ جو ۲۶؍دسمبر ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ ہوئی تھی نشر مکرر کے طور پر براڈکاسٹ کی گئی۔ سلفر، سورائینم اور پٹیشیا وغیرہ ادویات کی تفصیلات حضور انور نے بیان فرمائیں۔

منگل، ۹؍ستمبر ۱۹۹۷ء:

آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۴۵، جو ۲۲؍مارچ ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ ہوئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔ آج کی کلاس سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۴۰ سے شروع ہوئی اور ۱۴۶ پر ختم ہوئی۔ آیت ۱۴۶ میں "کتاباً مؤجلاً" کی تفسیر حضور نے وضاحت سے بیان فرمائی۔ حضور انور نے بتایا کہ مقررہ اجل سے انسان آگے نہیں بڑھ سکتا لیکن اس اجل سے پہلے پہلے بھی اگر اذن الٰہی ہو تو مر سکتا ہے۔ دعائیں اور صدقات وغیرہ سے اجل سے پہلے کے امکانی حادثات سے بچا جا سکتا ہے۔

بدھ، ۱۰؍ستمبر ۱۹۹۷ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس جو ۲۳؍مارچ ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ ہوئی تھی نشر مکرر کے طور پر ٹرانسمٹ ہوئی۔

انتخاب از کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اے قوم کے سر آمدہ! اے حامیان دیں
سوچو کہ کیوں خدا تمہیں دیتا مدد نہیں

تم میں نہ رحم ہے نہ عدالت نہ اِتقا
پس اس سبب سے ساتھ تمہارے نہیں خدا

ہوگا تمہیں کلارک کا بھی وقت خوب یاد
جب مجھ پہ کی تھی تُہمتِ خوں از رہِ فساد

جب آپ لوگ اس سے ملے تھے بدیں خیال
تا آپ کی مدد سے اسے سہل ہو جدل

پر وہ خدا جو عاجز و مسکیں کا ہے خدا
حاکم کے دل کو میری طرف اُس نے کر دیا

تم نے تو مجھ کو قتل کرانے کی ٹھانی تھی
یہ بات اپنے دل میں بہت سہل جانی تھی

تھے چاہتے صلیب پہ یہ شخص کھینچا جائے
تا تم کو ایک فخر سے یہ بات ہاتھ آئے

"جھُوٹا تھا مفتری تھا تبھی یہ ملی سزا"
آخر مری مدد کے لئے خود اٹھا خدا

ڈگلس پہ سارا حال بریّت کا کھل گیا
عزت کے ساتھ تب میں وہاں سے بری ہوا

الزام مجھ پہ قتل کا تھا سخت تھا یہ کام
تھا ایک پادری کی طرف سے یہ اتہام

جتنے گواہ تھے وہ تھے سب میرے برخلاف
اک مولوی بھی تھا جو یہی مارتا تھا لاف

دیکھو! یہ شخص اب تو سزا اپنی پائے گا
اب بن سزائے سخت یہ بچ کر نہ جائے گا

اتنی شہادتیں ہیں کہ اب کھل گیا قصُور
اب قید یا صلیب ہے اک بات ہے ضرور

بعضوں کو بد دُعا میں بھی تھا ایک انہماک
اتنی دعا کہ گھس گئی سجدے میں اُن کی ناک

القصہ جہد کی نہ رہی کچھ بھی انتہا
اک سُو تھا مکر ایک طرف سجدہ و دعا

آخر خدا نے دی مجھے اس آگ سے نجات
دشمن تھے جتنے ان کی طرف کی نہ التفات

کیسا یہ فضل اس سے نمودار ہو گیا
اک مفتری کا وہ بھی مددگار ہو گیا

اس کا تو فرض تھا کہ وہ وعدہ کو کر کے یاد
خود مارتا وہ گردنِ کذاب بدنہاد

گر اس سے رہ گیا تھا کہ وہ خود دکھائے ہاتھ
اتنا تو سہل تھا کہ تمہارا بٹائے ہاتھ

یہ بات کیا ہوئی کہ وہ تم سے الگ رہا
کچھ بھی مدد نہ کی نہ سنی کوئی بھی دعا

جو مفتری تھا اس کو تو آزاد کردیا
سب کام اپنی قوم کا برباد کر دیا

سب جدوجہد و سعی اکارت چلی گئی
کوشش تھی جس قدر وہ بغارت چلی گئی

کیا "راستی کی فتح" نہیں وعدہ خدا
دیکھو تو کھول کر سخن پاکِ کبریا

پھر کیوں یہ بات میری ہی نسبت پلٹ گئی
یا خود تمہاری چادر تقویٰ ہی پھٹ گئی

کیا یہ عجب نہیں ہے کہ جب تم ہی یار ہو
پھر میرے فائدے کا یہ سب کاروبار ہو

پھر یہ نہیں کہ ہو گئی ہے صرف ایک بات
پاتا ہوں ہر قدم میں خدا کے تفضلات

(درثمین)

جمعرات، ۱۱؍ستمبر ۱۹۹۷ء:

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۶۵ جو ۲۷؍دسمبر ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ ہوئی تھی نشر ہوئی۔

جمعۃ المبارک، ۱۲؍ستمبر ۱۹۹۷ء:

آج متفرق سوالات کے جوابات کا پروگرام جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ۱۶؍مارچ ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ ہوا تھا پھر نشر کیا گیا جس کا خلاصہ قبل ازیں اسی کالم میں آچکا ہے۔

(ا۔م۔ج)

اپنے علم کا فیض دوسروں تک بھی پہنچائیں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں مختلف علوم کے سینکڑوں ماہرین جماعت احمدیہ میں پائے جاتے ہیں۔ اگر وہ اپنے مخصوص علم کے حوالے سے ہی الفضل کے لئے ٹھوس، مفید، علمی اور تحقیقی افادیت میں اضافہ ہوگا۔

(مدیر)

THOMPSON & CO.
SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as: Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Domestic Violence, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: ANAS AHMAD KHAN
204 Merton Road, Southfields,
London SW18 5SW
Tel: 0181-333 0921 & 0181-448 2156
Fax: 0181-871 9398

اسلام میں ارتداد کی سزا کی حقیقت

خطاب سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

برموقع جلسہ سالانہ انگلستان، ۱۹۸۶ء

آخری قسط

سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ارتداد کا الزام

سب سے بڑھ کر، سب سے برتر، سب سے اعلیٰ، سب سے افضل، سب سے احسن ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد ﷺ تھے جو سب نبیوں کے سردار تھے۔ یہی ہم سب مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ یہی قرآن سے ثابت ہے۔ اور یہی سنت سے ثابت ہے۔ صرف دعویٰ نہیں بلکہ ہم اس کی دلیل رکھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ پر بھی یہی الزام لگا اور بعینہ اسی طرح آپ کو قوم کی طرف سے مخاطب کیا گیا، اور کہا کہ تو اپنے دین سے پھر گیا ہے اور اس کی لازماً سزا ملنی چاہئے۔ نہ صرف خود پھر گیا ہے بلکہ دوسروں کو بھی اپنے دین سے پھرا رہا ہے۔ تیرا پھرنا تو کسی حد تک برداشت ہو سکتا تھا مگر یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم یہ برداشت کرتے چلے جائیں کہ تو مسلسل اپنے دین کی تبلیغ کرتا رہے اور دوسروں کو بھی اپنا ہم خیال بناتا رہے؟ ان کے نزدیک دنیا کی کوئی مہذب قوم اس کی اجازت نہیں دے سکتی تھی، جیسا کہ آج پاکستان کی مہذب قوم کا خیال ہے۔ قوم کے جابر سربراہوں کا کہنا چاہئے کیونکہ قوم تو بڑی حد تک اس سے بری الذمہ ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خبر دی کہ اے محمد! تیرے متعلق بھی وہ جو کچھ ارادے رکھتے ہیں وہ میں تجھے بتاتا ہوں: ﴿و اذ یمکر بك الذین کفروا لیثبتوك و یقتلوك او یخرجوك و یمکرون و یمکراللہ۔ واللہ خیرالمٰکرین﴾ (الانفال: ۳۱)

ایک وہ وقت بھی تو تھا جب کہ یہ کفار تیرے خلاف طرح طرح کے مکر کر رہے تھے اور ان مکروں میں یہ بات بھی شامل تھی کہ یا تو تجھے قید کر دیں یا تجھے قتل کر دیں یا تجھے اپنی بستی سے نکال دیں۔ گویا انبیاء کے دشمنوں نے جو تدبیریں سوچی تھیں وہ ساری آنحضرت ﷺ کے دشمنوں نے بھی سوچیں اور آپ کے خلاف ان کو استعمال کرنے کا نہ صرف فیصلہ کیا بلکہ پوری کوششیں شروع کر دیں۔ پھر فرمایا: ﴿ویمکرون و یمکراللہ واللہ خیرالمٰکرین﴾ کہ انہوں نے بھی تدبیریں کیں اور خدا بھی تدبیر کر رہا تھا اور اللہ تعالیٰ ہی سب تدبیریں کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کریم جس تاریخ کو محفوظ فرما چکا ہے اور جسے مختلف رنگ میں بار بار اور بڑی وضاحت کے ساتھ ہمارے سامنے پیش کرتا ہے اور حضرت نوحؑ کا نام لے کر آنحضرت ﷺ تک جملہ انبیاء کا نام لے کر بلا استثناء اور مسلسل یہ بحث ہمیں بتاتا چلا جا رہا ہے کہ انبیاء کے مخالفین اس عقیدے پر متفق تھے۔ ہر وقت کے نبی کا مخالف ہر دوسرے وقت کے نبی کے مخالف کے ساتھ یہ اتفاق و اجماع رکھتا تھا کہ مرتد کی سزا ضرور ہونی چاہئے خواہ اسے قتل کرو، خواہ اسے قید کرو یا گھروں سے نکال دو۔ (یہ تینوں قسم کی سزائیں علماء اسلام بھی آج کل بتا رہے ہیں) لیکن سزا ضرور دو۔ خصوصاً اس مرتد کو تو قتل کرنا لازم ہو جاتا ہے جو اپنے دین کی دوسروں کو تبلیغ بھی شروع کر دے۔ اور اس ساری تاریخ میں اللہ تعالیٰ ہمیں بتاتا چلا جا رہا ہے کہ وہ لوگ جھوٹے اور ظالم تھے جو قتل یا کوئی اور سزا ارتداد کی تجویز کیا کرتے تھے۔ وہ دین میں جبر کے خواہاں تھے اور اسی کا ادعا کیا کرتے تھے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سمیت تمام انبیاء نے بلا استثناء ان کے ان دعاوی کو رد کیا۔ نامراد قرار دیا اور جھوٹا اور ذلیل قرار دیا اور مذہب کی آزادی کا اعلان کیا۔ انسانی ضمیر کی آزادی کا اعلان کیا۔

اس تمام اجماع کے بعد (نعوذباللہ من ذٰلك) ان علماء کے نزدیک یہ کیسا واقعہ ہو گیا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اچانک اپنا موقف تبدیل فرما لیا اور انبیاء کے پاک زمرے سے ہٹ کر نعوذباللہ من ذالك۔ ان دشمنوں کے زمرے میں جا کھڑے ہوئے۔ میرا تصور اس خیال پر لعنت ڈالتا ہے۔ حیرت ہے کہ آج کے علماء رسول اکرم ﷺ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہوئے یہ ادعاء کیسے کر سکتے ہیں؟ کیوں ان کو حیاء نہیں آتی؟ کیوں شرم سے زمین میں گڑھ نہیں جاتے؟؟ کیسے جرأت ہوتی ہے ان کی زبانوں کو کہ ایسا دعویٰ کریں جبکہ تمام انبیاء بالاجماع، مسلسل ایک دوسرے کے بعد، بلا استثناء مرتد کی سزا قتل کے عقیدے کو رد کرتے رہے اور خدا ہر مرتبہ یہ گواہی دیتا رہا کہ یہ رسول سچے تھے جو کہتے تھے کہ دین میں کوئی جبر نہیں اور دین میں جبر کو راہ دینے والے اور ارتداد کی سزا تجویز کرنے والے سارے جھوٹے اور لعنتی تھے اور سب کو خدا نے مٹا دیا اور ملیامیٹ کر دیا؟

چھوڑو باقی دلیلوں کو، اتنا تو سوچو کہ ہمارے آقا اور مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو تم کس زمرے میں گھسیٹنے کی کوشش کر رہے ہو۔ ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ ہرگز خدا تمہیں اس کی اجازت نہیں دے گا۔ یہ عقیدہ مرنے کا عقیدہ ہے اور مر کر رہے گا۔ اس راہ میں احمدیوں کو جان دینی پڑے تو وہ جان دیں گے۔ لیکن محمد مصطفیٰ ﷺ پر لگائے ہوئے داغوں کو دھوئیں گے خواہ اپنے خون سے ان داغوں کو دھونا پڑے۔

زمانہ بدل چکا ہے

اس پر مستزاد یہ ہے کہ اب تو ایک اور وقت آچکا ہے ہم کسی اور زمانے میں نکل آئے ہیں۔ وہ تمام انبیاء جن کے متعلق قرآن فرماتا ہے کہ ان کے مخالفین اب اس عقیدے سے توبہ کر بیٹھے ہیں۔ وہ سارے مخالفین اجتماعی صورت میں جب آنحضرت ﷺ کے مقابل پر ابھرے تو انہوں نے اپنی تاریخوں کو بھلا کر خود یہ عقیدہ اختیار کر لیا تھا اور ان سب نے آنحضرت ﷺ کے خلاف یہ دعویٰ کر کے کہ ارتداد کی سزا قتل ہے یا قید ہے یا بستی سے نکال دینا ہے گویا یہ اعلان کیا تھا کہ ہمارے نبیوں کا دین جھوٹا تھا، ہم ان کی طرف منسوب ہونے کے باوجود یہ اعلان کرتے ہیں کہ یہ بات سچی ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں وہ یہ سمجھتے تھے (جس طرح آج کل کے علماء سمجھتے ہیں) کہ ان انبیاء کی یہی تعلیم تھی، ان کے دین کی یہی تعلیم تھی، اس لئے انہیں یہی کرنا چاہئے۔

آنحضرت ﷺ کے زمانے میں دنیا میں جتنے دین تھے اگر ان سب کا اجتماعی فیصلہ یہ بھی تھا کہ مرتد کی سزا قتل ہے یا قید ہے یا بستی سے نکال دینا ہے تو اب تو زمانے کے رنگ بدل چکے ہیں۔ اب تو یہودی بھی یہی کہتے ہیں کہ مرتد کی سزا قتل نہیں ہے۔ یہ ظلم ہے انسانیت کے نام پر۔ یہ داغ ہے مذہب کے نام پر۔ آج تو عیسائی بھی یہی کہتے ہیں کہ اپنے ماضی کی تاریخ کو دیکھ کر ہم نے ارتداد کے جرم میں اگر عیسائیوں کو بے دریغ قتل کیا ہے تو بہت ظلم کیا ہے اور اس تاریخ کو دیکھ کر ہم شرمندہ ہیں۔ ہمارے سر جھک جاتے ہیں جب ہم سپین کی انکویزیشن Inquisition کی تاریخ کے واقعات پڑھتے ہیں یا انگلستان میں ارتداد کے جرم میں سزائیں دینے کی تاریخ پڑھتے ہیں۔ توبہ کر چکے ہیں۔ آج بدھ بھی توبہ کر چکے ہیں۔ آج جین بھی توبہ کر چکے ہیں۔ آج ہر قسم کے مشرکین اپنی مسٹ بھی توبہ کر چکے ہیں۔ آج منوسمرتی کے ماننے والے جو کل تک یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اپنے دین سے پھرنے والے پر ہر قسم کے مظالم کرو اور جو شودر کلام الٰہی کو سن لیں ان کے کانوں میں سکہ پگھلا کر ڈالو، وہ بھی توبہ کر چکے ہیں۔ یہ کیسا منظر الٹا ہے کہ آج قتل مرتد کا دعویٰ کرنے والوں میں سوائے محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف منسوب ہونے والوں کے اور کوئی اس میدان میں نہیں ملتا۔ اس سے زیادہ دردناک منظر بھی کوئی سوچا جا سکتا ہے؟

سنبھلو، تم بہک رہے ہو

جہالت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ یہ بات تو جہالت کی ساری حدیں پھلانگ چکی ہے۔ مجھے تو اس بات پر جب شدت سے جذبات پیدا ہوتے ہیں تو جہاں غصہ بھی آتا ہے وہاں دکھ بھی بے انتہا ہوتا ہے اور جہالت کی حد ایسی ہے کہ بعض دفعہ ہنسی بھی آتی ہے کہ انہیں ہو کیا گیا ہے؟ ان کی عقلیں کہاں بھٹک رہی ہیں؟ کیا گھاس چر رہی ہیں؟ پتہ ہی نہیں کہ کیا کر رہے ہیں۔ اپنے دین پر، سیدؐ ولد آدم پر کیا ظلم کر رہے ہیں؟ اور زمانے کے سامنے کیا تصویر پیش کر رہے ہیں۔

مجھے تو اس پر وہ لطیفہ یاد آجاتا ہے جو کہتے ہیں کہ انگلینڈ میں کوئی نیوڈز (Nudes) کلب تھی۔ (نیوڈ کلب کا رواج آج کل عام ہے۔ بعض لوگ ایک کلب میں سارے ننگے ہوتے ہیں)۔ انہوں نے آکسفورڈ یونیورسٹی کے ایک پروفیسر کو دعوت دی کہ ایک دن ہمارے ساتھ گذاریں۔ وہ صاحب سوٹڈ بوٹڈ تھے، پوری طرح تیار ہو کر تشریف لائے۔ لنچ پر یہ منظر دیکھا گیا کہ سارے ننگے بیٹھے ہوئے تھے اور وہ بے چارے اکیلے سوٹ پہن کر بیٹھے ہوئے تھے۔ شام کو ان کی تقریر بھی تھی۔ ان کو خیال آیا کہ یہ تو بڑا ظلم ہے۔ روم میں اسی طرح کرنا چاہئے جیسے رومن کیا کرتے ہیں۔ مجھے کون دیکھے گا۔ ننگے ہی دیکھیں گے نا۔ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ایک دن میں ان کی خاطر سوٹ اتار دیتا ہوں۔ ادھر ننگوں کو خیال آیا کہ آخر ہمارا مہمان ہے کوئی عزت افزائی ہونی چاہئے۔ ایک دن اس کی خاطر ہم کپڑے پہن لیں تو کیا حرج ہے؟ پس شام کو اس جگہ کے زمین و آسمان نے ایک مختلف نظارہ دیکھا۔ سارے ننگے کلب کے ممبر تو کپڑے پہن کر آئے ہوئے تھے وہ پروفیسر بیچارہ اکیلا ننگا تھا۔

پس خدا کی قسم! آج کی اس دنیا میں تاریخ کے سارے ننگوں نے کپڑے پہن لئے ہیں اگر ننگا ہے تو صرف ملاں ننگا ہے۔ اگر ننگا ہے تو صرف ملاں ننگا ہے۔

دعاء مصطفویؐ کا معجزہ

اب میں اس تقریر کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ خدا کرے کہ کچھ کان ایسے بھی ہوں جو سننے والے ہوں۔ کچھ دل ایسے بھی ہوں جن پر ہدایت کی بات اثر رکھتی ہو۔ کوئی مانے یا نہ مانے، میرا اور آپ کا مقام تو وہی رہے گا جو ہمارے آقا و مولا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا مقام تھا اور اسی سنت سے ہم چمٹے رہیں گے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت تھی۔ "فذکر انما انت مذکر لست علیھم بمصیطر"۔ (الغاشیہ: ۲۲، ۲۳)

ہم آج کی دنیا کے زخم دھونے کے لئے تو آئے ہیں۔ ہم آج کی دنیا کی کجیاں دور کرنے کی کوشش تو ضرور کریں گے، نصیحت کے ذریعے، دلیل کے ذریعہ، پیار و محبت سے سمجھا کر، لیکن ہم داروغہ نہیں ہیں۔ اگر کوئی نہیں مانتا تو اسے اختیار ہے چاہے تو انکار کر دے۔ "من شاء فلیومن و من شاء فلیکفر" (سورہ الکھف: ۳۰)۔ ہمارا کام صرف پیغام پہنچانا ہے۔ لیکن اس پیغام کے ساتھ ہمیں دعا بھی کرنی چاہئے کیونکہ دعا کا ہتھیار سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کے ایسے ایسے معجزے جزیرہ نمائے عرب نے دیکھے تھے کہ حیرت سے آج دنیا ان کو تکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جزیرہ نمائے عرب میں جو عظیم انقلاب چند سالوں کے اندر اندر واقع ہوا وہ دلیل سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کے نتیجہ میں واقع ہوا تھا۔

ایک حدیث میں آپ نے ایک بات سنی اور ہو سکتا ہے آپ کی توجہ اس طرف نہ گئی ہو کہ وہ علاقے جو مرتد ہوئے تھے ان میں طائف شامل نہیں ہوا، مدینے اور مکے کے علاوہ کہ وہ آپ کی اپنی تربیت سے فیضیاب تھے۔ طائف کی بستی اس لئے ارتداد میں شامل نہیں ہوئی تھی کہ یہ بستی خالصۃً آپ کی دعاؤں کے نتیجہ میں مسلمان ہوئی تھی۔ جب آنحضرت ﷺ پر طائف میں ظلم کئے گئے۔ آپ پر پتھراؤ کیا گیا، جب خدا کے فرشتے نازل ہوئے اور انہوں نے آپ سے پیشکش کی کہ چاہو تو ہم اس بستی کو تباہ کر دیتے ہیں تو آنحضور ﷺ نے تباہی کی بجائے اس کی ہدایت کی دعا کی تھی۔

fozman foods

A LEADING BUYING GROUP FOR GROCERS AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
0181-478 6464
0181-553 3611

دیکھو! میرے آقا و مولا کی ہدایت کی دعا کو۔ دیکھو تو سہی کس شان کی دعا تھی کہ جب عرب کے لوگ کثرت سے ارتداد اختیار کر رہے تھے تو یہ سب بستیوں سے ظالم بستی اس وقت بھی اِس دعا کے نتیجہ میں ہدایت پر قائم رہی۔

پس امر واقع یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ باقی عرب اور باقی دنیا میں بھی اسلام، آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کے طفیل ہی پھیلا ہے مگر جہاں دعائیں مرکوز ہو جائیں، جہاں نگاہ کے سامنے ایک چہرہ نظر آجائے اور اسے سامنے رکھ کر دعا کی جائے، وہ دعا اور طرح کے رنگ دکھاتی ہے اور اور طرح کے اثر دکھاتی ہے۔ ورنہ عمومی دعا تو ہر ایک کے لئے انسان کرتا ہی ہے۔ کیوں نظر میں آجاتا ہے؟ کیوں نظر کے سامنے آکر چاہتا ہے کہ میں کسی بزرگ سے دعا کرواؤں؟ پس وہ بستی اس وقت آنحضرت ﷺ کی نظر میں اس طرح خاص جمی ہوئی تھی۔ اور درد کا ایک ایسا خاص وقت تھا کہ اس دعا نے طائف کی بستی کے حق میں وہ جوہر دکھائے کہ جن سے بعض دوسرے بدقسمت علاقے محروم رہ گئے۔

پس دعائیں کرو۔ پاکستان کے لئے بھی دعائیں کرو کیونکہ سب سے زیادہ محبت ہمیں پاکستان سے صرف اس لئے نہیں کہ وہ ہمارا یعنی پاکستان سے آنے والوں کا وطن ہے بلکہ جیسا کہ میں نے بارہا توجہ دلائی ہے یہ ایک ایسا ملک ہے جو خالصۃً اسلام کے نام پر لیا گیا اور آج اسے خالصۃً اسلام کی بیخ کنی کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہ ایک ہی ملک ہے ساری دنیا میں جو کلمے کے نام پر وجود میں آیا تھا اور یہ ایک ہی بدبخت ملک ہے جو کلمے کو مٹانے کے درپے ہے۔ یہاں سازشیں چل رہی ہیں عالم اسلام کے خلاف۔ یہاں ہر وہ حرکت کی جا رہی ہے جو ساری دنیا میں اسلام کو بدنام کر دے۔ پس چونکہ آغاز میں رسول کریم ﷺ کی محبت اور خدا کے نام پر یہ ملک جیتا گیا اس لئے ہماری وہ محبت بہرحال قائم رہے گی۔ اس ملک کے برعکس استعمال پر ہمارا دل لازماً زیادہ کڑھے گا۔ عام صحت مند بچوں سے بھی پیار ہوتا ہے مگر جب کوئی بچہ بیمار ہو جائے تو پیار بڑھ جایا کرتا ہے کم تو نہیں ہو جایا کرتا ہے۔ اس بچے کی بات آپ کو یاد نہیں جسے خیال آیا تھا کہ میری ماں مجھ سے شاید پیار کم کرنے لگی ہے۔ چنانچہ ایک کرسی پر کھڑے ہو کر اس نے اس طرح اپنا زاویہ بدلا کہ اس کا بیلنس بگڑ گیا اور وہ جان بوجھ کر زمین پر گر گیا۔ ماں دوڑ کر آئی اور کہا بیٹا! کیا بات ہوئی؟ اس نے کہا: کچھ بھی نہیں، میں تو صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ آپ کو مجھ سے پیار ہے بھی کہ نہیں۔

پس اے پاکستان، عزیز وطن! خدا کی قسم ہمیں تجھ سے پیار ہے۔ تو ظلموں میں بڑھ رہا ہے تو یہ پیار اور بھی بڑھ گیا ہے تاکہ تجھے ہلاکت سے بچالے اور وہ سارے احمدی بھی جن تک تیری سرزمین میں پیدا ہونے والوں نے پیغام حق پہنچایا تھا وہ بھی تیرے ممنون احسان رہیں گے اس لئے وہ بھی تیرے لئے دعا کرتے رہیں گے۔

پس سب سے بڑھ کر پاکستان کو دعاؤں میں یاد رکھیں اور پھر سارے عالم اسلام کو بھی جس کے خلاف شدید عالمی سازشیں پنپ رہی ہیں، اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ سارے بنی نوع انسان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ پاکستانی احمدیوں کو جو طرح طرح کے مصائب اور دکھ جھیل رہے ہیں ان کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور جنہوں نے قید و بند کی صعوبتیں نہیں بھی اٹھائیں وہ بھی انتہائی کرب کی حالت میں زندگی گذار رہے ہیں۔ ایسا شدید ظلم ان پر ہو رہا ہے اور اسطرح ان کے بنیادی حق چھینے گئے ہیں کہ ان کی زندگی بے چین اور بے قرار ہو چکی ہے۔ نہ ان کے دن کا چین رہا ہے، نہ ان کی راتوں کا چین رہا ہے۔ ان سب کے لئے بھی دعائیں کریں۔ پھر یہاں کے مقامی باشندوں کے لئے جنہوں نے جلسہ پر آنے والوں کی مہمان نوازی کی ہے، بھی دعائیں کریں۔ ان کے لئے بھی دعائیں کریں جو شامل ہوئے اور ان کے لئے بھی جو شامل نہیں ہو سکے۔ خصوصاً انہیں بھی یاد رکھیں جو شامل ہونے کے لئے آرہے تھے مگر کراچی میں قید کر لئے گئے۔ اس جرم میں کہ اپنے ساتھ کچھ دینی کتب اٹھائی ہوئی تھیں۔ ان سب کے لئے دعا کریں۔

پھر بنی نوع انسان کی عمومی بہبود کے لئے دعائیں کریں۔ جنگیں بڑی بلا ہوتی ہیں اور جتنا زیادہ انسان ترقی کرتا چلا جائے اتنی ہی زیادہ اس کی جنگیں بھیانک ہوتی چلی جاتی ہیں۔ تہذیب کے کوئی تقاضے پھر جنگ میں ظلم اور سفاکی سے اس انسان کو نہیں روک سکتے جس کی تہذیب سطحی ہو اور اس کی گہری بنیاد انسانیت اور مذہب میں نہ ہو۔ ہم بار بار یہ نظارہ دیکھ چکے ہیں کہ نہایت مہذب کہلانے والی قوموں نے بھی جنگ کے دوران انتہائی سفاکی اور ظلم کا ثبوت دیا ہے۔ عیسائی نے عیسائی کے خلاف انتہائی ظلم کئے ہیں یہاں تک کہ اشتراکی نے اشتراکی کے خلاف انتہائی ظلم کئے ہیں۔ ان کی تہذیبیں سطحی تھیں۔ بظاہر نظر آنے والی ایک ملمع کاری تھی۔ گہری انسانیت موجود نہیں تھی۔ مذہب کی پوری حقیقت سے یہ لوگ آشنا نہیں تھے۔ آج اس سے بدتر حال ہو چکا ہے۔ پس کل کی جنگ گذرے ہوئے کل کی جنگ سے زیادہ بھیانک اور زیادہ شدید اور زیادہ خطرناک ہو گی۔ اس لئے یہ دعائیں بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ اس بلا کو ٹال دے اور ان کجیوں کو دور فرمائے جو بالآخر جنگ پر منتج ہو جایا کرتی ہیں۔

غریبوں کے لئے دعا کریں۔ مفلوک الحالوں کے لئے دعا کریں۔ بیواؤں کے لئے دعا کریں۔ یتیموں کے لئے دعا کریں۔ ہر قسم کے دکھ اٹھانے والے فاقہ زدوں کے لئے دعا کریں۔ غریب ملکوں کے لئے دعا کریں۔ سود کی چکی میں پسے جانے والے ملکوں اور افراد کے لئے دعا کریں۔ بنی نوع انسان کی عمومی بہبود کو بھی یاد رکھیں۔

یہ سب دعائیں جو آپ کریں گے اللہ کے فضل کے ساتھ آپ کے حق میں دعائیں بن کر، آپ پر رحمتیں بن کر نازل ہونگی۔

بقیہ مقدمہ ڈاکٹر کلارک از صفحہ نمبر ۱۶

حصہ پر قبضہ کر لیا تھا)۔ مولوی محمد حسین جیسے لوگوں کی گواہیاں بھی بعض اوقات قابل اعتماد سمجھ لی جاتی ہیں اور شاید اسی زعم میں وہ ایک غیر متعلقہ گواہی دینے آگئے تھے۔

عبدالحمید کو امرتسر سے بیاس لے جانے والے حصہ کو نکال بھی دیا جائے کہ اس کا علم تو بعد کے بیان سے ہوا تو موقع کے گواہ تو امرتسر کے پادری وارث دین، عبدالرحیم اور پریمداس ہی تھے۔ مزید برآں مقدمہ پولیس کی ایف آئی آر پر زیر غور نہ تھا بلکہ خود انگریز ڈپٹی کمشنر مسٹر مارٹینو نے مزعومہ قاتل سے بیان لے کر کیس تیار کر کے ڈپٹی کمشنر گورداسپور کیپٹن ڈگلس کے پاس بھیجا تھا۔ ان باتوں کو کیپٹن ڈگلس کے لئے نظر انداز کرنا آسان بات نہ تھی۔ نیز خود عیسائی حکومت میں پادریوں کی حمایت کر کے اپنے سے اوپر کے ذمہ دار افسروں کو خوش کرنے میں ذاتی منفعت بھی پیش نظر ہو سکتی تھی۔ لیکن کیپٹن ڈگلس نے ان باتوں کی کوئی پرواہ نہ کی اور انصاف سے کام لیا۔

مسٹر ڈگلس صرف ایک رعایت ڈاکٹر کلارک سے کر سکے اور غالباً وہ بھی اس لئے کہ حکومت برطانیہ کا سرکاری مذہب کا مشن بدنام نہ ہو۔ ویسے ڈاکٹر کلارک نے ہوشیاری سے عبدالحمید کو مزعومہ قاتل بنانے کا کام عبدالرحیم، وارث دین اور پریم داس کے سپرد کر دیا تھا۔ البتہ ایک جگہ عبدالحمید نے اپنے اصل بیان میں بتایا کہ جب بیان یاد کرنے کی غرض سے اس نے لکھا کہ مرزا صاحب نے مجھ کو کہا کہ امرتسر جا اور ڈاکٹر کو مار ڈال تو ڈاکٹر صاحب نے سب کے ساتھ مل کر کہا "ہمارے دل کی مراد پوری ہو گئی ہے"۔ مگر ڈگلس صاحب نے اس سازش کی ذمہ داری ان تینوں دیسی پادریوں پر ڈال دی اور غالباً اس کی جسارت بھی ان کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق فاضلہ سے ہوئی جس کا مظاہرہ وہ مولوی محمد حسین صاحب کے بارہ میں کر چکے تھے۔ چنانچہ فیصلہ میں ڈاکٹر صاحب کو سازش سے بری الذمہ قرار دینے سے قبل انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے رجوع کرنا ضروری سمجھا اور پھر فیصلہ میں حضور کی تعریف کے ساتھ یوں لکھا: "یہ بات بھی لکھنے کے قابل ہے کہ مرزا غلام احمد نے اس امر کو کشادہ پیشانی سے مان لیا ہے اور عدالت میں ڈاکٹر کلارک کو ہر ایک قسم کی شمولیت سے مبرا اقرار دیا ہے"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رضامندی حاصل کرنا ہی ثابت کرتا ہے کہ ڈاکٹر کلارک کو یہ رعایت دینا بھی کیپٹن ڈگلس کا ایک احسان تھا ورنہ اگر یہ رعایت نہ دی جاتی تب بھی انصاف کی خلاف ورزی نہ ہوتی۔ اور کیپٹن ڈگلس نے اس احسان کا کریڈٹ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دے کر آپ کے اخلاق فاضلہ کو عدالت میں ریکارڈ کر دیا" گویا یہ احسان وہ نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دشمن پر کر رہے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دئے جانے کے بارے میں رومن مجسٹریٹ پیلاطوس پر صرف یہودی رعایا کا دباؤ تھا یا پھر اس کی بیوی کی اپنے ایک خواب کی بنا پر سفارش تھی۔ وہ خواب یقیناً ایک الٰہی تصرف تھا جو پیلاطوس پر بالواسطہ پہنچا۔ لیکن یہاں الٰہی تصرف خود ڈگلس پر کارفرما تھا۔ اس نے اپنے پرائے مذہب کے اثر کی پرواہ نہ کی۔ گورنر کے چرچ مشنری سوسائٹی کی ممبرشپ کی پرواہ نہ کی۔ پبلک پراسیکیوٹر پر کسی اعلیٰ منصب دار کی ہدایت کی پرواہ نہ کی۔ گواہان کے گزارے جانے کے بعد جو اضطرابی کیفیت اس پر طاری ہوئی بجائے خود ایک الٰہی تصرف تھا۔ اس کا اپنا ریڈر سے کہنا کہ مرزا صاحب کی شکل مجھ کو معصوم نظر آتی ہے بتاتا ہے کہ چہرہ کی وہ معصومیت اس کی آنکھ سے اوجھل نہیں ہو رہی تھی۔ چنانچہ غلام حیدر کا وہ بیان جو انہوں نے جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مصنف مجدد اعظم کو اپنی مرض الموت میں دیا جبکہ انسان کو سب سے زیادہ خشیۃ اللہ ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں ڈگلس نے ان کو بتایا کہ وہ شکل میرے سامنے آتی ہے اور کہتی ہے میں بے قصور ہوں تو ایسا ہونا ہرگز بعید نہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ اپنے اس اضطراب کا ذکر اپنے ریڈر سے کرتے ہیں۔ انہوں نے ذرا بھی باک محسوس نہ کیا اور اپنے ماتحت کے مشورہ پر کہ عبدالحمید پادریوں کے پاس کیوں ہے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کو بلا کر عبدالحمید کو حوالات میں لینے کا حکم دیا۔

ڈپٹی کمشنر ڈگلس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چہرہ صرف عدالت میں ہی معصوم نظر نہیں آرہا تھا جہاں بہرحال حضور کے حق میں بعض گواہیاں تھیں اور آپ کے وکیل صاحب بھی بحث کر رہے تھے بلکہ اس چہرہ مبارک کی پاکیزگی کے تو وہ احاطہ عدالت میں آتے ہی شکار ہو گئے جبکہ انہیں معلوم بھی نہ تھا کہ یہی وہ مرزا صاحب ہیں جن کا کیس ان کے سامنے پیش ہونا ہے۔ تب ہی تو انہوں نے کیس کے سنے جانے سے قبل آپ کو سلام بھجوایا تھا۔ پھر جو بات ہر شریف النفس پر اثر کرتی ہے وہ آپ کا اخلاق کریمانہ تھا جو مولوی محمد حسین بٹالوی جیسے جانی دشمن کی عزت کا محافظ بن کر اس عدالت میں ظاہر ہوا جہاں مولوی صاحب آپ کو اقدام قتل کے جرم میں پھانسی کی سزا دلوانے آئے تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تو مولوی صاحب کی عزت کی حفاظت فرمائی لیکن ان کی بے عزتی کے اس اثر کو جو مسٹر ڈگلس کے دل و دماغ پر ہونا لازمی تھا الٰہی تصرف نے خود قائم کر دیا۔

اس میں شک نہیں کہ یہ دو شرافتوں کا آپس میں ملاپ تھا جو اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر یکجا کر دیا۔ ایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق کی پاکیزگی کی شرافت اور چہرہ پر روحانی معصومیت کی شرافت۔ جب وہ ڈگلس کی فطرت صحیحہ پر پڑی تو ان کی شرافت نفس بھی اس سے چمک اٹھی۔ اور اسی شرافت کا اعتراف ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف کتاب البریہ کے نام سے اس واقعہ پر تحریر فرمائی اور دیگر کتابوں میں اس کا ذکر کر کے ڈگلس کے نام کو زندہ جاوید بنا دیا۔ چنانچہ اپنی ایک کتاب کشتی نوح میں فرماتے ہیں:

"جب تک دنیا قائم ہے اور جیسے جیسے یہ جماعت لاکھوں کروڑوں افراد تک پہنچے گی ویسے ویسے تعریف کے ساتھ اس نیک نیت حاکم کا تذکرہ رہے گا"۔

HOLZBAU - DEIMINGER

MASSIV - HOLZ - HAUS
Energiesparend - Umweltfreundlich
Biologisch

Wir bauen MASSIV - HOLZHÄUSER nach Ihren Wünschen und planen in jeder Form und Größe
- Schlüsselfertige Häuser
- Ausbauhäuser
- Niedrigenergiehäuser

Rufen Sie an, wir beraten Sie.

VERTRIEB / Im- u. Export
Farooq Ahmed Wirk
Isarstr. 66
Tel.: 0941 / 449421
Fax.: 09461 / 943525
93057 Regensburg

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW

FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:
TEL: 0141-211-8257
FAX: 0141-211-8258

Continental Fashions

گردس گیراؤ شہر کے عین وسط میں خواتین کی اپنی دوکان جس پر جدید طرز کے دیدہ زیب ملبوسات، ہر رنگ کے دوپٹے، چوڑیاں، بندیا، پازیب، بچوں کے جدید طرز کے گارمنٹس، فیشن جیولری اور کھلا کپڑا مناسب قیمت پر دستیاب ہے۔
آپ کی تشریف آوری کے منتظر

Continental Fashions
Walther rathenau Str. 6
64521 Gross Gerau
Germany
Tel: 06152-39832

خطبہ جمعہ

امن کی حالت میں جو پناہ مانگتا ہے اسے مصیبت کے وقت ضرور پناہ دی جاتی ہے-

اب وقت آگیا ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بنائی ہوئی کشتی میں سوار ہو جائیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۸ / اگست ۱۹۹۷ء بمطابق ۸ / ظہور ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

واتل عليهم نبا نوحٍ اذ قال لقومه يٰقوم ان كان كبر عليكم مّقامى و تذكيرى
باٰيٰتِ الله فعلى الله توكلت فاجمعوآ امركم و شركآء كم
ثم لايكن امركم عليكم غمةً ثمّ اقضوآ الىّ ولاتنظرون –

(سورہ یونس آیت ۷۲)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے تو انہیں نوح کا حال بھی سنا کہ جب اس نے اپنی قوم سے کہا ﴿ان كان كبر عليكم مّقامى﴾ اگر تمہیں میرا مرتبہ اور مقام بوجھل لگتا ہے، تم پر بھاری ہے ﴿و تذكيرى باٰيٰت الله﴾ اور اللہ تعالیٰ کی آیات سے تمہیں نصیحتیں سنانا تمہارے لئے مشکل ہے ﴿فعلى الله توكلت فاجمعوآ امركم﴾ پس یاد رکھو کہ تمہارا جو بھی جواب ہو منفی ہو یا مثبت، یہ تشریحی ترجمہ ہے، مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں کیونکہ ﴿على الله توكلت﴾ میری ساری کوشش میں میرا توکل صرف اللہ پر ہے ﴿فاجمعوآ امركم و شركآء كم﴾ پس تم اپنے معاملات کو جو بھی تم میں طاقتیں ہیں ان کو اکٹھا کر لو- ﴿امركم﴾ میں معاملات بھی ہیں اور POWER طاقت کے معنے بھی رکھتا ہے- پس ان معنوں سے اس کا مطلب یہ بنے گا تم اپنی ساری طاقتیں اکٹھی کر لو ﴿و شركآء كم﴾ اور اپنے شریکوں کو بھی بلا لو ﴿ثم لايكن امركم عليكم غمةً﴾ یہاں تک کہ تم پر تمہاری کوئی بات بھی مشتبہ نہ رہے- یہ وہم نہ رہے کہ وہ طاقت بھی ہمارے پاس تھی وہ طاقت بھی ہمارے پاس تھی وہ بھی ہمارا شریک تھا وہ ہماری مدد کے لئے آسکتا تھا وہ بھی آ سکتا تھا، سب کو بلا لو یہاں تک کہ کوئی دوز کا امکان بھی باقی نہ رہے کہ تم کچھ کر سکتے تھے جو نہ کر سکے ہو- یہ سب کچھ کرو ﴿ثمّ اقضوآ الىّ ولاتنظرون﴾ پھر جو کچھ تم نے مجھ پر نافذ کرنا ہے یا جو کچھ تم نے کر گذرنا ہے کر گذرو اور مجھے مہلت نہ دو-

یہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا- یہ اعلان کر دے اب ایسا وقت آگیا ہے کہ جب تقدیر الٰہی فیصلہ کرے گی- تمہاری ساری طاقتیں مجتمع ہونے کے باوجود یقیناً ناکام اور نامراد ہوں گی اور تم میرا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکو گے- یہ ایک ایسے اللہ کے نبی کا چیلنج تھا جو تنہا تھا جس کے ساتھ چند ایسے لوگ اکٹھے ہو گئے تھے جن کو قوم کی نظریں نیچا دیکھ رہی تھیں انہیں گھٹیا سمجھتے تھے جیسے پنجاب میں غلط مشہور ہے 'کمی کاری' اسی قسم کے کچھ لوگ تھے جو حضرت نوح کے گرد اکٹھے ہوئے اور ساری قوم نے ان کو رد کیا اور تحقیر سے اور تمسخر سے ان کو دیکھا کہ یہ لوگ ہیں جو نوح کے گرد اکٹھے ہو گئے ہیں- یہ حال تھا اور دعوے اتنے بڑے بڑے، چیلنج اتنا عظیم الشان کہ آدمی کو لڑکھڑا دیتا ہے یہ چیلنج- کمزور، نہتا، بے بس انسان لکڑیاں اکٹھی کر رہا ہے ان میں میخیں ٹھونک رہا ہے اور دعویٰ یہ ہے کہ تم سارے اکٹھے ہو جاؤ جو کچھ کر گذرنا ہے کر گذرو- یاد رکھیں کہ حضرت نوحؑ کا یہ اعلان کشتی کے مکمل ہونے اور کشتی پر سوار ہونے سے پہلے کا اعلان ہے ورنہ کشتی پہ چڑھ کے تو آپ نے قوم کو یہ آواز نہیں دی تھی- جب قوم سب کچھ کر سکتی تھی حضرت نوحؑ قوم کے سامنے نہتے اور بے بس بیٹھے ہوئے تھے اس وقت یہ اعلان تھا کہ جو کچھ تم نے کرنا ہے کر گذرو-

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اب جماعت احمدیہ کو بھی وہی حیثیت حاصل ہے جو ایک زمانے میں حضرت نوحؑ کو حاصل تھی اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کشتی نوح بنانے کا جو حکم تھا وہ اسی غرض سے تھا اور کشتی نوح بنانے والے نے یہ اعلان کیا تھا کہ تم جو چاہو اکٹھے کر لو- ناک رگڑ لو، تمہاری پیشانیاں گھس جائیں روتے روتے آنکھوں کے حلقے گل جائیں مگر یاد رکھو تم جو کچھ بھی کر سکتے ہو سب کرو میرا بال بیکا نہیں کر سکو گے میں ضرور بڑھوں گا اور ضرور پھیلوں گا یہاں تک کہ قومیں مجھ سے برکت پائیں گی- یہ اعلان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا- اس اعلان کو حضرت نوحؑ کے اس اعلان سے ملا کر دیکھیں بعینہ وہی بات ہے- اسی لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کشتی بنانے کا حکم تھا اور وہ کشتی کیا تھی اس سلسلے میں کچھ پہلے بھی میں عرض کر چکا ہوں، کچھ اب بھی کروں گا، کچھ آئندہ بھی یہ باتیں ہوتی رہیں گی **مگر یہ وقت آگیا ہے کہ ہم سب کشتی میں سوار ہوں- اس کشتی میں سوار ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنائی ہے اور جس کشتی کے متعلق حفاظت کا وعدہ ہے- کوئی دنیا کی طاقت آپ کو ذرہ بھر بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی اگر آپ اس کشتی میں سوار ہوں اور وہ سارے آپ کی نظر کے سامنے دیکھتے دیکھتے ایک کے بعد دوسرا ڈوبتے چلے جائیں گے- یہ وہ تقدیر ہے جس کو تبدیل کرنے کی دنیا میں طاقت نہیں-** یہ وہ تقدیر ہے جس کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے مباہلے کا چیلنج دیا تھا- اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس سال جو عظیم الشان کامیابیاں جماعت کو حاصل ہوئی ہیں وہ کچھ آپ نے اپنی آنکھوں سے جلسہ سالانہ پر مشاہدہ کر لیں، کچھ اپنے کانوں سے سن لیں، کچھ اور بھی ہیں جن کا ذکر سال بھر چلتا رہے گا-

اور ان کامیابیوں کے مقابل پر جو ذلت اور توہین، اہانت نصیب ہوئی ہے وہ ناقابل بیان ہے اس قدر بے بس ہو چکے ہیں کہ اس کا ذکر کرتے ہوئے بھی ان کی جان نکلتی ہے- آئیں بائیں شائیں، الٹ پلٹ بیان دے رہے ہیں اخبارات میں ان کے بیان اٹھا کر دیکھ لیں- جنگ کے بعض صفحات لمبی لمبی داڑھیوں سے کالے ہوئے ہوں گے، کئی قسم کی چادریں سروں پہ اوڑھی ہوئی ہوں گی، کئی قسم کے ٹوپ لگائے ہوں گے مگر شاذ ہی کوئی ایسا ہوتا ہو جو ان کو دیکھے بھی ورنہ کسی کو کیا مصیبت پڑی ہے ان کو غور سے دیکھے ان میں تلاش کرے کہ کون سا مولوی ہے جس کا چہرہ میں نے دیکھنا ہے- ان کے بیانات بڑے بڑے آپ پڑھیں گے سخت بے چین ہیں، سخت بے قرار ہیں بڑی بڑی مجالس کے نام پر ایک دو چار سو آدمیوں کو مخاطب ہوتے ہیں اور بڑے بلند بانگ دعاوی کرتے ہیں کہ ہم نے احمدیت کو شکست دیدی- کیسے شکست دی؟ کہاں دی؟ اس شکست کے کچھ آثار تو دکھاؤ- دنیا کے کس ملک میں دی؟ آپ ساری نظر کل عالم پر دوڑا کے دیکھ لیں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر جگہ احمدیت کامیابیوں کے بعد کامیابیوں کے سفر کر رہی ہے- ہر فتح کے بعد ایک اور فتح نصیب ہو رہی ہے لیکن یہ لوگ چھاتی پیٹ رہے ہیں اور مونہہ سے یہ کہتے چلے جا رہے ہیں کہ ہم نے ہرا دیا، ہم نے ہرا دیا- عجیب حالت ہے کہ مار تم کھا رہے ہو، تمہارے حواس باختہ ہو رہے ہیں، بات کرنے کا سلیقہ بھول گئے ہو، نہ منطق رہی نہ دلیل اور کبھی ایک طرف پناہ لینے کی کوشش کرتے ہو کبھی دوسری طرف پناہ

لینے کی کوشش کرتے ہو اور جو حالات ظاہر ہو رہے ہیں ان پر کوئی بس نہیں ہے تمہارا- تم مونہہ سے یہ کہتے چلے جا رہے ہو کہ ہم نے احمدیت کو شکست دی، عبرتناک شکست دی، سب دنیا سے اس کے پاؤں اکھاڑ دیئے- پتہ نہیں پاؤں اکھیڑنا یہ کس چیز کو کہتے ہیں-

جہاں تک ان باتوں کا تعلق ہے یہ تو آپ دن بدن دیکھیں گے کہ ہمیشہ یہ اپنی ذلتوں اور نامرادیوں کے اعتراف میں بڑھتے چلے جائیں گے لیکن ان کا اعتراف اور طریقے سے ہوتا ہے- ان کے اعتراف میں بھی ایک بے اعترافی پائی جاتی ہے- کبھی مونہہ سے ایک بات نکل جاتی ہے کبھی دوسری بات نکل جاتی ہے، اعتراف ان کو کرنا پڑتا ہے- منظور چنیوٹی نے یہ اعلان کیا یہاں ایک موقع پر اسی سال کے حصوں میں کہ دیکھو جب میں نے ان کو نکالا تھا پاکستان سے اس وقت ان کی کیا حیثیت تھی اب یہ سب دنیا میں پھیل گئے ہیں- اندازہ کرو کہ اعتراف کرنے کے بھی طریقے ہوتے ہیں کہ دیکھ لو سب دنیا میں پھیل گئے ہیں- مجھے پیسے دو تا کہ میں ان کا علاج کروں- پیسے تمہیں دو- جس طرح پہلے پیسے برباد ہوئے، تمہاری اپنی جائیداد میں تبدیل ہو گئے، لوگوں کے قبرستان تم نے خرید لئے، ان پر چڑھ دوڑے باقی پیسے دے کر تمہارا کیا بنے گا یہی کچھ ہو گا- لیکن سب دنیا کی طاقتیں بھی تمہیں پیسے دیں تو ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکتے- ناممکن ہے- ذلت پر ذلت کی مار تم پر پڑتی چلی جائے گی اور یہ تقدیر ہے جو تم تبدیل نہیں کر سکتے-

یہ ضمناً میں نے ذکر کیا ہے ورنہ اس منحوس شخص کا نام لینا بھی مجھے گوارا نہیں تھا کیونکہ جب اس کا نام لے لوں تو فخر سے کہتا ہے دیکھو میرا نام لیا جا رہا ہے- یہ اعلان کرتا پھرتا ہے میری شان دیکھو میرا نام میرزا طاہر احمد لے رہا ہے- عجیب و غریب حماقتوں کی پوٹ ہے یہ شخص، اور ذلت اور رسوائی کی جس کو شرم کا نام نہیں آتا- کسی معاملے میں شرم و حیا نہیں- بار بار سمجھایا جا چکا ہے کہ تمہیں تو مر جانا چاہئے تھا، تمہیں تو پھانسی لگ جانا چاہئے تھا، تم اپنے اقرار کی رو سے پھانسی لگ چکے ہو اور اب بول رہے ہو- بہر حال یہ ذکر ایسا نہیں کہ جس پلید ذکر کو زیادہ بڑھایا جائے صرف اشارۃً میں نے جو کہنا تھا وہ کہہ دیا ہے-

میں آپکو سمجھانا چاہتا ہوں کہ کامیابیوں کے بطن سے ضرور حسد پیدا ہوتے ہیں اور کامیابیوں کے نتیجے میں مومنوں کو جو خدا تعالیٰ نے نصیحت فرمائی ہے وہ اس دعا کی نصیحت ہے ﴿و من شرّ حاسدٍ اذا حسد﴾ تم اللہ تعالیٰ سے حاسد کے حسد سے اس وقت پناہ مانگو جب وہ حسد کرے- میں نے ایک دفعہ درس قرآن میں یہ بات تفصیل سے بیان کی تھی کہ اس آیت میں عظیم الشان پیشگوئی ہے کہ بار بار تمہیں ایسے مواقع نصیب ہوتے رہیں گے کہ جب دشمن کو حسد کا موقع ملے گا- حسد ایک ایسی چیز بھی ہے جو ہمیشہ رہتی ہے مگر حاسد جب حسد کرتا ہے وہ ہمیشہ کسی بڑی کامیابی کو دیکھ کر حسد کرتا ہے- اس حسد کا اظہار ایک مکر کی صورت میں، ایک شرارت کی صورت میں ہمیشہ ایک کامیابی کے نتیجے میں ظاہر ہوا کرتا ہے- اسی لئے قرآن کریم نے اس گہرے مضمون کو یوں بیان فرمایا ﴿و من شرّ حاسدٍ اذا حسد﴾- ورنہ ایک انسان کا کلام ہوتا ہے تو ﴿من شرّ حاسدٍ﴾ پر ہی بات ختم ہو جاتی کہ حاسد کے شر سے بچو- لیکن ﴿اذا حسد﴾ صاف بتا رہا کہ ایسے مواقع آئیں گے حاسد کی زندگی میں کہ اس کو آگ لگ جائے گی بے قرار ہو جائے گا، بے چین ہو جائے گا وہ کسی طرح اپنی ذلتوں کا بدلہ اتارنا چاہے گا، کسی طرح تمہاری فتح کو تمہاری شکست میں تبدیل کرنا چاہے گا- یہ وہ موقع ہے جب خصوصیت کے ساتھ تمہیں اللہ کی پناہ میں آنا چاہئے ﴿و من شرّ حاسدٍ اذا حسد﴾-

اس وقت دنیا میں یہی ہو رہا ہے ہر طرف بڑی بڑی طاقتیں بھی ان میں پاکستان بڑی سختی سے ملوث ہے، **سعودی عرب مین ایک باقاعدہ سیل قائم ہے** جس کا نام انہوں نے رابطہ عالم اسلامی کا بنا رکھا ہے اس کا سربراہ ایک ایسا شخص ہے جو خود حسد کی پیداوار ہے- ڈاکٹر عبد السلام سے ساری عمر اس شخص کو شدید حسد رہا اور ابھی بھی وہ اس آگ میں جل رہا ہے، کچھ نہیں کر سکتا- وہ اس رابطہ عالم اسلامی کا سربراہ بنا ہوا ہے- **کویت میں اس کا دفتر ہے** وہیں دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کے نمائندے بھی بیٹھے ہوئے ہیں جو ان کے کانوں میں ایسی باتیں پھونکتے ہیں ایسی ہلکی ہلکی آوازیں دیتے چلے جاتے ہیں جو ان کو اور شرارتوں پر اکساتی چلی جاتی ہیں- یہ ایک تفصیل ہے جس میں میں جانا نہیں چاہتا مگر ہمیں ہر لحہ لحہ کی خبر ہے جس طرح وہ چالاکیاں کرتے ہیں، جس طرح وہ اکٹھے ہوتے ہیں، کہاں سے ایمبیسیڈر تبدیل کر کے کن کو لایا جاتا ہے، کیا ان کو ہدایتیں ملتی ہیں غرضیکہ یہ ساری شرارت کی کوششیں اس وقت پہلے سے بہت زیادہ تیزی کے ساتھ جاری ہیں- افریقہ نے ان کو آگ لگا دی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ افریقہ ان کو مزید آگ لگاتا چلا جائے گا کیونکہ افریقن دماغ خدا کے فضل سے معتدل ہے- افریقن دماغ میں انصاف پایا جاتا ہے میں بارہا پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ افریقن میں اگرچہ ظاہری طور پر کرپشن بھی ہے مگر اندرونی طور پر گہری کرپشن نہیں اور اس سلسلے میں میں تفصیل سے اگر آپ کو تجزیہ کر کے دکھاؤں، غالباً پہلے کر بھی چکا ہوں تو آپ تسلیم کریں گے کہ واقعۃً اس کی جلد کالی ہے مگر اندر سے سفید ہے- **افریقن کا دِل روشن ہے، ضمیر روشن ہے اور اس وجہ سے جب بھی احمدیت کے خلاف وہاں سازشیں ہوئیں تو افریقن لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بالکل سختی سے ان کو رد کر دیا**- گھانا کی ایک مثال ہے جس میں بارہا دشمن نے کوششیں کیں، شرارتیں کیں، میٹنگیں بلائی گئیں اسی رابطہ عالم اسلامی کے تحت مصر میں ایک دفعہ میٹنگ بلائی گئی اور افریقہ میں خصوصیت سے گھانا کو اس بات پر اکسایا گیا کہ احمدیت کے خلاف اٹھ کھڑا ہو لیکن گھانا کی جوتی کو بھی اس کی پرواہ نہیں- افریقن کا ایک کردار ہے وہ یہ ہے کہ اگر منطق کی بات کرو تو ان کو بات سمجھ آتی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ مذہب کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے- افریقہ کی بھی ایک تاریخ ہے جو اسی مرکزی نقطے کے گرد بنی گئی ہے-

تمام افریقہ کی تاریخ میں آپ کو مذہبی طور پر یہ بنیادی بات دکھائی دے گی کہ افریقہ کے ایک گھر میں کرسچینز بھی ہیں، بے مذہب بھی ہیں جن کو مختلف نام دیئے جاتے ہیں مگر حقیقت میں وہ بت پرست نہیں ہوا کرتے- ضروری نہیں کہ سب بت پرست ہوں دہریہ، بے خدا لوگ، ہر قسم کے لوگ اس میں شامل ہیں جن کو PAGAN کہا جاتا ہے اور یہودی بھی ہیں مسلمان بھی ہیں- ایک گھر میں سب بس رہے ہیں- کسی کا ایک رشتے دار کچھ اور مذہب سے تعلق رکھتا ہے کسی کا ایک رشتے دار کسی اور مذہب سے تعلق رکھتا ہے مذہب کی بناء پر خصوصیت سے گھانا نے فساد کو برداشت نہیں کیا اور اگر فساد برپا کئے گئے ہیں تو شاذ میں ارادۃً کئے گئے ہیں اور اکثر ایسے فسادات مسلمان کو مسلمان سے لڑانے والے فسادات تھے- بہر حال میں آپ کو مختصراً افریقہ کا مزاج سمجھا رہا ہوں یہاں اگر مذہب کے نام پر فساد آیا ہے تو شمال سے نیچے اترا ہے جہاں بعض بگڑے ہوئے مسلمان علماء نے مذہب میں دخل اندازی شروع کی اور خود خدا بن بیٹھے- سارے افریقہ میں جہاں بھی مذہب کے نام پر فساد آیا ہے شمال سے بھی صحرا کے پار نیچے اترا ہے یعنی افریقہ کا اپنا مزاج یہ نہیں ہے اور اس بات پر افریقہ فخر کرتا ہے کہ ہم مذہب کو خدا پر چھوڑتے ہیں اور حکومت کے معاملات اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں-

یہی وجہ ہے کہ ساری تاریخ میں یعنی احمدیت کی جو بھی تاریخ افریقہ میں بنی ہے ایک بات وہاں کے سربراہوں نے بھی اور دانشوروں نے بھی بڑے زور سے کہی اور تسلیم کی اور بار بار یہ کہا کہ **احمدیہ جماعت مذہب کے نام پر کوئی اختلاف پیدا نہیں کرتی- بار بار یہ تسلیم کیا کہ احمدیہ جماعت نہ مذہب کے نام پر دوسرے مذہبی فرقوں سے افتراق کرکے ان کے خلاف کسی قسم کی اشتعال انگیزی کرتی ہے نہ یہ جماعت سیاست میں دخل دیتی ہے اور سیاست کو اپنے ڈھب پر لانے کی کوشش کرتی ہے- ایسی جماعت ہے جو خدمت کر رہی ہے اور جہاں ان کا رسوخ بڑھتا ہے وہاں بھی سیاست پر اثر انداز نہیں ہوتی اور وہاں بھی جو دوسری قومیں آہستہ آہستہ ایک اقلیت میں تبدیل ہو رہی ہیں ان سے ان کا حسن سلوک جاری رہتا ہے- یہ جماعت احمدیہ کا کردار ہے جو افریقہ میں ابھرا ہے اور افریقہ نے اسے تسلیم کیا ہے**- تمام سربراہان حکومت اس بات کی عزت کرتے ہیں اور احمدی کو ہمیشہ عزت اور وقار کی نظر سے دیکھتے ہیں کہ اس نے افریقہ میں ایک مثبت کردار ادا کیا ہے اور اپنے مذہب کو کبھی بھی فساد اور حقوق تلفی کے لئے استعمال نہیں کیا بلکہ ہمیشہ احمدی نے جب بھی وہ اچھا احمدی ثابت ہوا غیروں کی خدمت کی- مذہب سے بے نیاز ہو کر کہ کونسا کس کا مذہب ہے عیسائیوں کی خدمت کی، PAGANS کی خدمت کی ہر جگہ برابری کا سلوک کیا ہے-

یہ وہ ملک ہے جس میں اب **دشمن کی سازش ہے کہ وہاں مذہب کے نام پر اختلاف پیدا کرے اور یہ سازش پاکستان میں پنپی ہے اور کویت میں آکر آئل ڈالر کے ذریعے اس نے نئے رنگ پکڑے ہیں اور پورا زور لگایا جا رہا ہے، جو ایک دفعہ پہلے بھی لگایا گیا تھا، ایڑی چوٹی کا زور لگایا جا رہا ہے کہ کسی طرح افریقہ کے ایک حصے کو ہم چھین لیں** اور گویا اس حصے کو پاکستان کا سیٹلائیٹ بنا دیا جائے- وہاں فساد

پہنچے اور وہاں سے پھر فساد ایکسپورٹ ہو باقی افریقہ کے نام ...... یہ سازش ہے جس کے متعلق میں جماعت کو آگاہ کرتے ہوئے یہ متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم نے ایسے ہی موقعوں کے لئے فرمایا ہے ﴿و من شرّ حاسدٍ اذا حسد﴾ جب بھی حاسد حسد کرے گا اس وقت تم خدا کی پناہ میں آنا۔

امر واقعہ یہ ہے کہ **ہماری تو ایک ہی پناہ ہے وہ خدا ہی کی پناہ ہے مگر شعوری طور پر خدا کی پناہ میں آنا ایک اور معنے بھی رکھتا ہے**۔ خدا کی پناہ تو ہر شخص مانگتا ہے جب کسی کو مصیبت پڑے، جب کشتیاں ڈوب رہی ہوں انسان کہتا ہے میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں یہاں تک کہ دہریے بھی خدا کی پناہ مانگنے لگتے ہیں مگر وہ پناہ مل بھی جائے تو فائدہ نہیں دیتی۔ یہاں جس خدا کی پناہ میں آنے کا تعلق ہے وہاں وہ تمام امور جو حسد پیدا کرتے ہیں وہ نعمت کے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتے ہیں اور ان نعمتوں کا انکار انسان کر ہی نہیں سکتا اور ان نعمتوں کے ساتھ یہ فساد چمٹے ہوئے ہیں، حسد چمٹا ہوا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہیں نعمتیں عطا کروں گا تمہارے مراتب بڑھاتا چلا جاؤں گا۔ ایک حالت سے تم دوسری حالت کی طرف ترقی کرو گے اس وقت اگر دشمن تمہیں تنگ کرے اور تمہارے خلاف منصوبے بنائے تو زچ نہ ہونا۔ یہ نہ سمجھنا کہ اللہ نے ایک ایسی نعمت عطا کی کہ اس کے ساتھ ایک اور مصیبت آگئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم خدا کی پناہ میں آؤ اور ان نعمتوں کی حفاظت خدا سے چاہو، جو نعمتیں عطا کرنے والا ہے وہ جانتا ہے کہ ان نعمتوں کی حفاظت کیسے کی جاتی ہے۔ مگر خدا کی پناہ میں آنے کا معنی کشتی نوح میں آنا ہے کیونکہ یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی یہ خلاصہ ہے خدا کی پناہ کا۔ ایک کشتی بنائی جا رہی ہے جو تباہی سے پہلے بنائی جا رہی ہے اور یہ بھی ایک اہم مضمون ہے جو میں آپ کے سامنے کھولنا چاہتا ہوں۔ مومن جب خدا کی پناہ میں آتا ہے تو مصیبت کے وقت نہیں آتا، مصیبت سے پہلے آتا ہے۔ حضرت نوحؑ جب خدا کی پناہ میں آئے اور آپ کے ماننے والے جب خدا کی پناہ میں آئے تو مصیبت کا کوئی تصور بھی نہیں تھا دور نزدیک کہیں اور مصیبت دکھائی نہیں دیتی تھی اس لئے خدا کی غیب کی طاقتوں پر ایمان رکھنے والے ہی تھے جو خدا کی خاطر پناہ مانگ رہے تھے اور پناہ میں آ رہے تھے اس کے لئے محنت کر رہے تھے جبکہ دشمن کو ایسا کوئی عذاب کہیں دور نزدیک دکھائی نہیں دیتا تھا۔

تو سب سے پہلے اہم بات یہ ہے کہ جب آپ امن میں ہوں اس وقت یہ جانتے ہوئے کہ ﴿من شر حاسدٍ اذا حسد﴾ کا مضمون آپ کی خاطر ایک نئے رنگ میں ظاہر ہو گا اس وقت خدا کی پناہ میں آئیں، اس وقت خدا سے پناہیں مانگیں امن کی حالت میں اور **امن کی حالت میں جو پناہ مانگتا ہے اسے مصیبت کے وقت ضرور پناہ دی جاتی ہے اور جو امن کی حالت میں پناہ نہیں مانگتا مصیبت کے وقت اسے کوئی پناہ نہیں ملتی۔**

پس اب اپنی حالت کو اس پہلو سے درست کرو اور ہر جگہ ہمیں اس کی ضرورت ہے کیونکہ افریقہ کی ایک مثال میں نے آپ کو دی تھی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جہاں بھی احمدیت ترقی کرے گی وہاں حسد نے ضرور زور مارنا ہے۔ یہ خیال دل سے نکال دیں کہ ترقی یافتہ ملکوں میں حسد پیدا نہیں ہو گا۔ دنیا کے جتنے ترقی یافتہ ملک ہیں ان میں حسد اس لئے پیدا نہیں ہوتا کہ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ، وہ آپ کو اس سے بھی زیادہ حقیر دیکھتے ہیں، ایک مچھر کے پر سے بھی زیادہ آپ کو حقیر دیکھتے ہیں۔ تعریف کرتے ہیں تو یہ ان کی شرافت اور CIVILISED VALUES جن کو وہ کہتے ہیں یعنی تہذیب اور تمدن کے تقاضے ہیں۔ وہ کمزور چھوٹے چھوٹے آدمی جو گرے پڑے ہیں بے چارے ان کی اچھی باتیں دیکھو تو ان کی تعریف کر دیا کرو لیکن یہی تعریف خطرناک غیظ و غضب میں تبدیل ہو سکتی ہے اگر یہ سمجھیں کہ یہ ہمارا مستقبل بن رہے ہیں وہ اٹھ کر اوپر آ رہے ہیں یہ ہماری قوم کو اپنے رنگ میں تبدیل کرنے والے ہیں۔ یہ بھی ایک ایسا واقعہ ہے کہ جس پر آیت ﴿حاسدٍ اذا حسد﴾ اطلاق پاتی ہے اور اگرچہ ابھی آپ کو نظر نہیں آ رہی مگر آئندہ نظر آ جائے گی۔

پس آج وقت ہے کہ اللہ کی پناہ میں آ جائیں اور اللہ کی پناہ کی خاطر اس کشتی کی تعمیر شروع کریں جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے میں نے آپ کے سامنے کیا ہے۔ جتنے میرے خطبات ہیں اب تک وہ اسی مضمون سے تعلق رکھتے ہیں۔ کس طرح آپ خدا کے ہو جائیں اور خدا ہی کے ہو جائیں اسی پر توکل کریں اسی پر ہر امید ہو۔ ہر فضل سمجھیں کہ اس کی طرف سے آیا ہے ہر فضل سمجھیں کہ اسی کی حفاظت میں رہے گا تو فضل رہے گا ورنہ ضائع ہو جائے گا۔ جیسے آسمان کا پانی اترتا ہے تو اسے سنبھالا جاتا ہے خدا کے فضل بھی آپ کے شکر کے کٹوروں میں سنبھالے جائیں گے۔ یہ سارے امور اب کرنے والے ہیں اور وہ افریقہ جہاں یہ شرارت ابھی نہیں پہنچی اس **افریقہ کو مخاطب کر کے میں کہتا ہوں کہ تم بھی اپنے آپ کو اب تیار کرو اور بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل تمہیں سنبھال کر پھر مزید ترقیات عطا فرماتا چلا جائے یہاں تک کہ ہر حسد کی گود سے ایسے خدا کے فضل پھوٹیں جو مزید حسد کا مطالبہ کرتے ہوں اور یہ سلسلہ لامتناہی ہے ان لوگوں کے لئے جو شکر گزار بندے ہیں جو وقت کے اندر خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔**

چنانچہ حضرت نوح کے الفاظ میں ہم ان سب لوگوں کو مخاطب کر کے یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ تمہارے بس میں ہے کر گذرو۔ اپنے پیادہ بھی چڑھا لاؤ، اپنے سوار بھی دوڑاؤ، ہمیں ہر طرف سے گھیرنے کی کوشش کرو ہمارے سارے رستے بند کرو مگر یاد رکھو کہ تمہارا انجام نوح کی قوم کے انجام سے مختلف نہیں ہو گا۔ خدا کے امن کی کشتی میں اگر کوئی جماعت سوار ہو گی تو جماعت احمدیہ سوار ہو گی اور خدا کے امن کی کشتی میں جماعت احمدیہ سوار ہے کیونکہ کشتی بنانے سے پہلے ہی یہ سوار ہو چکی تھی۔ کشتی تو ایک ظاہری مثال تھی اگر حضرت نوح کی جماعت پہلے ہی کشتی میں سوار نہ ہوتی تو ان کے لئے کشتی کوئی بھی کام نہ دیتی۔

پس ذرائع خدا بنائے گا اور جب خدا ذرائع بناتا ہے تو پھر مطلع فرماتا ہے کہ اس طرح بناؤ۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بچانے کا فیصلہ پہلے سے ہو چکا تھا۔ حضرت نوحؑ کے ساتھ جو لوگ امن میں آنے والے تھے ان کا فیصلہ پہلے سے ہو چکا تھا یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم حضرت نوحؑ کے متعلق فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ ساتھ ساتھ بتا رہا تھا کہ اس طرح کی کشتی بناؤ یہاں کیل ٹھونکو، یہاں یہ کام کرو وہاں وہ کام کرو۔ ﴿باَعینِنا﴾ وہ کشتی خدا کی آنکھوں کے سامنے بنائی جا رہی تھی اور اس کی ہر تفصیل میں دخل دے رہا تھا۔ یہ معاملہ ہر شخص کے ساتھ ہمیشہ دہرایا نہیں جاتا مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ کشتی والے ہیں آپ بھی نوح ہیں اس لئے آپ کی خلافت کے طور پر اسی خلافت کی ساکھ رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ مجھے بھی مطلع فرماتا رہتا ہے کہ یہ کام کرو اور وہ کام کرو۔ فلاں کام سے قوم کو پیچھے ہٹا لو، فلاں کام کے لئے قوم کو آگے بڑھا لو غرضیکہ **جتنی بھی نصیحتیں میں آپ کو کرتا ہوں میں ایک ذرہ بھی شک نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ نصیحتیں اترتی ہیں** اور ضروری نہیں کہ ظاہری الہام کی صورت میں اترتی ہوں۔ اس طرح آنکھیں کھلتی ہیں اس طرح دماغ کروٹیں بدلتا ہے کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے کہ میرے نفس کی تو یہ سوچ نہیں تھی یہ محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشتی نوح بنانے کے طریقے ہیں کہ کس طرح بنائی جاتی ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس طرح مجھے ہدایت دیتا ہے وہی میں آپ کی طرف منتقل کر دیتا ہوں مگر اپنی طرف سے نہیں، یقین رکھیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں۔ وہ رحمتیں جو سو سال پہلے مسیح موعود پر اتری تھیں وہ رحمتیں مسیح موعود کے نام کو دنیا پہ پھیلا دینے کے لئے، جب دنیا غرق ہو رہی ہو اس وقت آپ کی جماعت کو بچانے کے لئے اب پھر اتر رہی ہیں اور وجہ ہمارے آقا و مولا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں نہ میں ہوں نہ آپ ہیں۔ پس ہرگز میرے اس قول کو کسی نفسی بڑائی کا غلط معنی نہ پہنائیں۔ میرے نفس میں ایک ذرہ بھی بڑائی نہیں۔ **میں جانتا ہوں جو کچھ بھی خدا کی طرف سے آج مجھے سمجھایا جا رہا ہے اور آپ کی خاطر بتلایا جا رہا ہے وہ حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ**

SATELLITE WAREHOUSE

Muslim TV Ahmadiyya

CNN

Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:

SKY

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

ZEE TV

والسلام ہی کی دعائیں اور آپ پر نازل ہونے والے فضل ہیں جو آنے والے وقت کے مطابق دوبارہ ایک نئی شکل میں ڈھالے جا رہے ہیں-

پس اس شرط کے ساتھ آپ اس مقام پر کھڑے ہیں جس سے ساری دنیا کو چیلنج دیں لیکن اس چیلنج کے وقت آپ کو یقین ہونا چاہئے- دنیا کو چیلنج دیں گے تو آپ مصیبت اور وبال نہیں سہیڑ لیں گے- چیلنج دینے والے کے لئے کچھ بات ہوتی ہے کوئی وجہ ہوتی ہے- جو چیلنج دیتا ہے وہ جانتا ہے کہ کون میری پشت پر ہے- وہ جانتا ہے کہ کون میری حفاظت کرے گا اس لئے یہ چیلنج کوئی عام چیلنج نہیں ہے- یہ چیلنج ایک عرفان کا چیلنج ہونا چاہئے- آپ جانتے ہوں کہ آپ اپنے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا کر چکے ہیں جو حضرت نوحؑ کی کشتی پہ سوار ہونے کے لئے ضروری تھیں- وہ تبدیلیاں بھی کشتی ہیں- اصل میں کشتی کا ظاہر اُرد نما ہونا ان کا ایک ذریعہ ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ وہ ذریعے خود ہی بتایا کرتا ہے مگر آپ اپنی ذات میں حضرت نوحؑ کی قوم یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اس زمانے کے نوح ہیں ان کی حقیقی قوم بننا سیکھ لیں پھر یقین کے ساتھ چیلنج دیں- بعض لوگ چیلنج کو دہراتے رہتے ہیں حالانکہ نہیں جانتے کہ اس چیلنج کو دہرانے کے لئے بھی انسان کے اندر کچھ تبدیلیاں ہونی ضروری ہیں- پس مباہلے کا جو میں نے چیلنج دیا تھا اس سلسلے میں کئی لوگوں نے اپنی طرف سے آگے چیلنج دینے شروع کر دیئے ان میں سے ایسے بھی تھے جنہوں نے اپنے اندر کوئی پاک تبدیلی پیدا نہیں کی- پھر مجھے علم ہوا تو میں نے ان سے کہا کہ آپ کے اس چیلنج کا کوئی بھی فائدہ نہیں- اگر قسمت سے اگلا مر گیا تو وہ بھی اس چیلنج کا نتیجہ نہیں ہوگا- اگر قسمت سے آپ کی ٹانگ ٹوٹ جائے تو یہ بھی چیلنج کا نتیجہ نہیں ہوگا- دونوں طرف کچھ نہ ہو تو یہ بھی ٹھیک ہے عام حالات میں یہی متوقع ہے- **مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے علم پاکر ایک چیلنج دینا اور اس کی شرائط کو معین سامنے رکھنا یہ اللہ تعالیٰ اپنے مومنین کی جماعت کے سربراہ کو اس وقت سمجھاتا ہے جب اس کا وقت آئے اس لئے ہر کس و ناکس کا کام یہ نہیں ہے کہ اپنی طرف سے خواہ مخواہ چیلنج دیتا پھرے**- چنانچہ ایک صاحب نے چیلنج دیا اور اس میں یہ بھی کہہ دیا کہ اگر تمہیں کچھ نہ ہوا تو میری احمدیت سے توبہ- اگر مجھے کچھ نہ ہوا تو تمہاری غیر احمدیت سے توبہ- اب یہ سمجھ نہیں آرہی کہ دونوں میں سے کون توبہ کرے دونوں ٹھیک ٹھاک ہیں، وہ غیر احمدیت سے توبہ کرے یا یہ احمدیت سے توبہ کرے-

تو خدا تعالیٰ کی طرف سے جو چیلنج اترا کرتے ہیں ان کو تخفیف کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے- غور سے اس مباہلہ کو پڑھیں، اس کے الفاظ پر غور کریں اور پھر جیسا کہا گیا ہے ویسا ہی دیں- اس میں یہ کب کہا گیا ہے کہ جو احمدی بھی اٹھ کر کسی کو یہ چیلنج دے دے گا وہ احمدی ایک مہینے کے اندر اندر اس شخص کی ذلت اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا- کہیں نہیں یہ لکھا ہوا- یا برعکس صورت ہو تو وہ اس احمدی کی ذلت اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا- تو نفس کی حماقتیں بعض دفعہ اس قسم کے الٰہی کاروبار میں کر دی جاتی ہیں اس کو کہتے ہیں "امنیّہ" شیطان کی طرف سے دخل دیتی ہیں- حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کی تمناؤں میں "امنیہ" کا کوئی دخل نہیں ہے اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرماتا ہے- لیکن مومنوں کی حالت مختلف ہے- کئی مومن ایسے ہیں جن کی نیت نیک ہوتی ہے لیکن ان کی "امنیہ" اس کو "امیہ" کہتے ہیں نفس کی خواہش وہ الہامی فیصلے یا خدا تعالیٰ کے تقدیری فیصلے جو جاری ہو چکے ہوں ان میں وہ اپنی "امنیہ" تھوڑی سی اگل دیتے ہیں اور نتیجتاً وہ مضمون بدل جاتا ہے- چنانچہ جہاں بھی کسی نے ایسا کیا وہ مضمون بدلا ہے مگر کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ ایک چیلنج دینے والے نے وہ مباہلے کا چیلنج من و عن اسی طرح دیا اور دوسرے نے پھر آگے سے تذلیل کی، دوسرے نے دھتکارا اور اس نے اپنے لئے ایک بدی طلب کی اس میں یہ دینے والا شامل نہیں ہوا- اس نے کہا تمہاری مرضی ہے جو چاہو اپنے متعلق بددعا کرلو، جو چاہو مجھ پر بددعا کرلو- جو کچھ ہمیں ملا ہے یہ پرچہ ہے اس پر غور کرو اور اگر اس کے مطابق تم چیلنج کو قبول کرتے ہو تو صرف ان باتوں پر صاد کردو جو بیان کی گئی ہیں لیکن اسے ذاتی چیلنج نہیں بنایا گیا، لینے والے نے ذاتی بنایا اور وہ چند دن یا چند مہینوں کے اندر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک غیر معمولی ذلت کی مار کا شکار بن گیا-

ایسے واقعات کثرت سے ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمارے چیلنج کی نوعیت بدل گئی ہے- یہ نوعیت ابھی بھی انفرادی نہیں ہے، قومی ہے- اور قومی طور پر جماعت کے ساتھ جو سلوک مقدر ہے وہ میں نے کھول کر بیان کر دیا ہے- ان کے ساتھ جو سلوک مقدر ہے وہ میں نے کھول کر بیان کر دیا ہے- یہ جو ان کی حالت ہو رہی ہے اس پر یہ بہت بے چین ہیں- ذلتوں کی ایسی مار پڑ رہی ہے جس کا کوئی علاج ہی نہیں ہے ان کے پاس- کثرت کے ساتھ ایک دوسرے کے اوپر ظلم و تعدی کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں مڑ کے نہیں دیکھتے- اور ان کو بتا بھی دیا جائے کہ دیکھو جماعت احمدیہ اس کو اپنے حق میں ایک صداقت کا نشان بیان کرے گی اس لئے رک جاؤ- یہ بھی کہتے پھرتے ہیں، ہمارے علم میں ہے، کہ اس بناء پر ان کی اتحاد کی مجالس بنائی گئیں کہ دیکھو یہ وقت نہیں ہے شرارتوں کا، جماعت احمدیہ کو ذلیل کرنے کی خاطر کچھ دیر کے لئے ایک دوسرے پر تعدی سے رک جاؤ تاکہ سال گذر جائے پھر دیکھیں گے- وہ ابھی یہ فیصلے کر کے جدا ہوتے ہیں کہ ایک دوسرے پر حملے شروع کر دیتے ہیں- اتنا قتل و غارت ہے اس وقت پاکستان میں کہ پاکستان کی تاریخ گواہ ہے کہ کبھی ایسا واقعہ پہلے نہیں ہوا اور اتنا ظلم اور اتنی تعدی ہے کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے دیکھ کر- چھوٹے بچوں کا اغواء، ان پر ظلم، ان کی ٹانگیں توڑ توڑ کے ان کو ریڑھوں پر فقیروں کی طرح لاد دینا، کوئی ایک ظلم ہو تو اس کی انسان بات کرے- کوئی حال ایسا نہیں ہے جو انسان کو غیر مسلم بنانے کے لئے کافی ہو جو انہوں نے اپنا نہ لیا ہو- ان کی شکلیں غیر مسلم ہو چکی ہیں، ان کا رہنا سہنا اٹھنا بیٹھنا غیر مسلم ہو چکا ہے ان کی دین سے تعلق کی باتیں غیر مسلم ہو چکی ہیں- کوئی پہلو بھی ایسا نہیں ہے غیر مسلم ہونے کا جو انہوں نے اپنی قوم پر اطلاق کر کے نہ دکھا دیا ہو اور نعرہ یہ لگا رہے ہیں کہ تم غیر مسلم ہو، ہم مسلم ہیں-

میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ اگر ہم غیر مسلم ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ سچ بولتے ہیں، متحد ہیں، نیکیوں کو اپنا شعار بنا رکھا ہے- بجائے اس کے کہ لوگوں کے حق ماریں لوگوں کے حق دلانے کے لئے قربانیاں دیتے ہیں اور اپنی طرف سے بنی نوع انسان کے لئے خرچ کرتے ہیں اور ان کی ہمدردی جس طرح بھی ممکن ہے ہم عملاً ساری دنیا میں کر کے دکھا رہے ہیں، اگر یہ غیر مسلم کی تعریف ہے تو پھر تم باہر بیٹھے کیا کر رہے ہو- پھر چھوڑو اس اسلام کو جس نے مصیبتیں ڈالی ہوئی ہیں تم کو- ایسے غیر مسلم بن جاؤ جو خدا کی نگاہ میں عزت پائیں- نعوذ باللہ من ذٰلك، ایسے غیر مسلم بن جاؤ جیسے غیر مسلم محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ تھے جن میں وہ تمام صفات پائی جاتی تھیں جو آج جماعت احمدیہ میں پائی جاتی ہیں- ان پر وہ سارے مظالم توڑے جاتے تھے جو آج جماعت احمدیہ پر توڑے جاتے ہیں اور ہر حال میں وہ ثابت قدم رہے اور ہر حال میں نیکی کو ترویج دی-

یہ ایسی شکل ہے جماعت احمدیہ کی جس کے نقوش تم تبدیل نہیں کر سکتے- ہے طاقت تو کر کے دکھاؤ- اور یہی حسین نقوش والی جماعت احمدیہ ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نقش قدم پر ہے جسے ساری دنیا میں غلبہ نصیب ہو رہا ہے- پس غلبے کا حال تو تمہارے اندر موجود نہیں- ذلیل اور مغلوب ہونے کی ساری باتیں تم نے سیکھ کر اپنالی ہیں اور مونہہ سے غلبہ غلبہ کئے جاتے ہو بالکل بے حقیقت اور بے معنی بات ہے- اس سلسلے میں قرآن کریم کی چند اور آیتیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے، ہماری دعائیں آخر کیوں نہیں سنی جاتیں-

امر واقعہ یہ ہے کہ پاکستان کی قوم کیلئے اور مسلمانوں کیلئے عموماً کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جب ہم دعا نہ کرتے ہوں ہم ہمیشہ یہ دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بچالے- اللہ تعالیٰ ان کو ہر ہلاکت سے محفوظ رکھے ہر گراوٹ سے سنبھالے، اللہ تعالیٰ ان کو قعر مذلت سے نکال کر آسمان کی بلندیوں تک اٹھالے ہماری ہمیشہ یہ دعا ہوتی ہے مگر یہ مونہہ پھیرے ہوئے ہیں ﴿و اذآ انعمنا علی الانسان اعرض و نأبجانبه﴾ یہ ان کا حال ہو گیا ہے- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب ہم انسان پر اپنی نعمت اتارتے ہیں تو ﴿اعرض و نأبجانبه﴾ وہ مونہہ موڑتا ہے اور پہلو تہی کرتا ہے ہم سے، ان کو قبول کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتا- ایسے لوگوں کے حق میں دعائیں قبول نہیں کی جاتیں یہ مشکل ہے ایسے لوگوں کے حق میں انبیاء کی دعائیں بھی قبول نہیں کی جاتیں-

ایسے لوگوں کے حق میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی دعائیں بھی قبول نہیں کی گئیں اور آپ کو بتا دیا گیا ان بد بختوں کے حق میں تم دعا کروگے تو قبول نہیں کی جائے گی- یہاں خدا کی وحدانیت اپنا جلوہ دکھاتی ہے وہ نبیوں کو بھی کہتا ہے کہ تم قوم کی حالت نہیں بدل سکتے- نوح سے بھی یہی تو کہا تھا- حضرت نوحؑ کو بھی خدا نے جب آپ کو یہ پیغام دیا کہ اب قوم سے یہ کہہ دو، یہ بیان فرما دیا تھا کہ اب تمہارا قوم کو ڈرانا، ان کو سنبھالنا، ان کو چھپ چھپ کے پیغام دینا، ان کو ظاہر ظاہر میں پیغام دینا جو کچھ تمہارے بس میں تھا تم کر چکے اس قوم کو فائدہ نہیں دیا نہ آئندہ دے گا- اب جب فائدے کے سلسلے بند ہو چکے تب ہلاکت کی گھڑی آئی ہے اگر فائدے کے سلسلے جاری رہتے تو خدا تعالیٰ کبھی بھی ہلاکت کی گھڑی نہ لاتا-

مجھے ڈر ہے کہ یہ حضرت نوحؑ والا معاملہ اب ہماری آنکھوں کے سامنے رونما ہونے والا ہے- اس کیلئے فکر مند ہوں اور اس کیلئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان شیطانوں کو اپنے ماتحت چھوٹے شیطانوں پر اثر اندازی سے روک دے اب تو بڑے شیطان اور چھوٹے شیطانوں والی بات ہو گئی ہے کہیں بھی بھلائی دکھائی نہیں دیتی تلاش کر کے دیکھو شاذ کے طور پر کہیں بھلائی نظر آئے گی، ہوتی تو ہے دنیا میں ہر جگہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بھلائی دکھائی دیتی

ہے شاذ شاذ کے طور پر لوگ ابھر رہے ہیں اور وہ نیکی کی بات کرتے ہیں، مگر ساری قوم کا جو حال ہو چکا ہے اس کو تبدیل کرنے کی ان میں طاقت نہیں ہے-

اس تعلق میں میں یہ آیات سورہ یونس ہی کی ۹۵ تا ۹۸ آپکے سامنے رکھتا ہوں- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فان کنت فی شكّ ممّآ انزلنآ الیك فسئل الّذین یقرء ون الكتاب من قبلك لقد جآء ك الحقّ من رّبّكَ فلا تكونَنّ من الممترین﴾ دیکھو ایک حالت، ایک وقت تھا حضرت نوحؑ پر بھی آیا تھا جب قوم تبدیل نہیں ہو رہی تھی آنحضرت ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے تبدیل نہ ہونے کی وجہ سے اگر تجھے شک پیدا ہو اس بات پر جو ہم نے اتاری ہے تو ان لوگوں سے پوچھ کر دیکھ لے جن پر پہلے کتابیں اتاری گئی تھیں- مراد یہ ہے کہ ان لوگوں کا حال ہم تجھے پڑھ کر سناتے ہیں ان پر نظر ڈال اور ان میں سے بھی ایک نوحؑ کا بھی حال تھا- ﴿لقد جآء ك الحقّ من رّبّكَ﴾ ان کا ماننا یا نہ ماننا تیرے حق کی پہچان نہیں ہے تیرا حق تو لازماً اللہ ہی کی طرف سے ہے ﴿فلا تكونَنّ من الممترین﴾ پس ہر گز شک کرنے والوں میں سے نہ ہو- آنحضرت ﷺ کے متعلق یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ زندگی کے کسی لمحے میں بھی آپ نے ان خدا تعالیٰ کی نازل فرمودہ پیشگوئیوں اور انعامات پر شک کیا ہو جو ہمیشہ آپؐ پر نازل ہوتی رہیں آپ خدا کے ساتھ ساتھ رہے ایک ذرہ بھی آپکی زندگی میں ان پر شک کا نہیں گذرا اسلئے یہ پیغام مسلمانوں کے نام ہے- انکے نام جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے- مخاطب رسول کو کیا جا رہا ہے مگر مراد وہ سب لوگ ہیں جن کو کبھی کبھی یہ گمان گذرتا ہوگا کہ خدا کی پیشگوئیاں ہمارے حق میں شاید پوری نہیں ہو رہیں- ایسے لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہیں اپنے شک کا اظہار بھی کیا اس موقع پر بھی رسول اللہ ﷺ ایک لمحہ بھی انکے بیانات سے متاثر نہ ہوئے بلکہ فرمایا کہ دیکھو تم سے پہلے ایسے لوگ تھے جنکے سر آروں سے چیرے گئے تھے انہوں نے اف تک نہیں کی تھی میرے ساتھ ہوتے ہوئے تم اف کرتے ہو- تو آپ کی ساری زندگی یہ ثابت کر رہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو کبھی ذرہ بھر بھی شک نہیں ہوا ﴿فلا تكونَنّ من الممترین﴾ میں دراصل محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات جو ہماری راہنما ہے اس کے متعلق ایک پیش گوئی ہے ﴿تكونَنّ﴾ تو ہر گز کبھی بھی شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا- اس میں آپ کے متبعین، آپ کے غلام، مستقبل کے متبعین، مستقبل کے غلام سب شامل ہیں- تیرے شک سے ساری قوم شک میں مبتلا ہو گی اس لئے آئندہ آنے والے زمانوں کا تو رسول اور نبی ہے، تو غیر متزلزل رہ جس طرح ہے اور مستقبل کی طرف پھر امید سے دیکھ کہ کبھی بھی تیرا وسوسہ جو تجھے نہیں حاصل ہوگا وہ آئندہ آنے والے مسلمانوں میں منتقل نہیں ہوگا اگر کوئی وسوسے میں پڑے گا تو تیرے وسوسوں کے بغیر، وسوسوں سے پاک ہونے کے باوجود پڑے گا-

یہ ایک کھینچا ہوا معنیٰ معلوم ہوتا ہے مگر یہ کھینچا ہوا معنیٰ نہیں بعینہ اس آیت کا یہی معنیٰ ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے شک کا اس میں اشارۃً بھی ذکر نہیں کیونکہ آپ کی ساری زندگی اس بات کو جھٹلا رہی ہے- خدا تعالیٰ ایسی بات کیسے کہہ سکتا ہے جو جھوٹی ہو جس کو خدا کا رسول اپنے عمل سے جھٹلا رہا ہو- پس لازماً یہاں ترجمہ وہ کرنا پڑے گا جو خدا کی بھی تصدیق کرنے والا ہو اور محمد رسول اللہ کی بھی تصدیق کرنے والا ہو- آگے فرمایا ﴿و لا تكونَنّ من الّذین كذّبوا بایٰتِ اللہ﴾ اور تو ہر گز ان لوگوں میں سے نہ ہو جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا ﴿فتكون من الخٰسرین﴾ پس تو یقیناً گھاٹا پانے والوں میں سے ہو جائے گا کیا رسول اللہ ﷺ اللہ کی آیات کو جھٹلا سکتے تھے-

وہی "ممترین" والا مضمون پھر اور بھی زیادہ کھول دیا ہے یہ تو ناممکن ہے تیرے لئے کہ تو ایسا ہو- اس لئے خدا کی آیات جو تجھ پر نازل ہوتی ہیں ان کا مظہر بن ان کو اس طرح اپنے ماننے والوں کے سامنے پیش کر کہ تیرا یقین ان کی طرف منتقل ہو نہ تو گھاٹا کھانے والا بنے نہ تیرے ماننے والے گھاٹا کھانے والے بنیں ﴿ان الذین حقّت علیهم كلمة ربّك لا یؤمنون﴾ یہ بات ہے جواب کھولی جا رہی ہے تو دیکھ رہا ہے کہ لوگ ایمان نہیں لا رہے یعنی کچھ لوگ ایمان نہیں لا رہے، آنے والے بھی دیکھیں گے کہ کچھ لوگ ایمان نہیں لائیں گے وہ اس بات کو نہ بھولیں کہ ﴿ان الذین حقّت علیهم كلمة ربّك لا یؤمنون﴾ کہ وہ لوگ جن پر خدا کی تقدیر نے لازماً اطلاق پانا ہے ضرور ان پر صادق آ رہی ہے ان کو کوئی دنیا کی دعائیں یا استغفار یا نصیحتیں تبدیل نہیں کر سکتیں انہوں نے لازماً ظلم کی حالت میں مرنا ہے-

﴿و لو جآء تهم كلّ ایٰةٍ حتّی یروُا العذاب الالیم﴾ خواہ ان کے پاس وہ سارے نشانات آ جائیں جو خدا کی طرف سے آیا کرتے ہیں اس وقت تک وہ ایمان نہیں لائیں گے ﴿حتّٰی یروُا العذاب الالیم﴾ جب تک وہ دردناک عذاب کو نہ دیکھ لیں اور اس آیت کریمہ میں ﴿حتّٰی یروُا العذاب الالیم﴾ میں یہ بھی معنے ہیں یہاں تک کہ عذاب الیم ان کو آ جائے، عذاب الیم ان پر نازل ہو جائے- دوسرا نازل ہو جائے گا تب بھی نہیں مانیں گے- یہ دونوں معنے اس میں پائے جاتے ہیں چنانچہ حضرت نوحؑ کی قوم نے اس عذاب کی حالت میں بھی حضرت نوحؑ پر ایمان کا کوئی تصور بھی نہیں کیا، بیٹے نے بھی نہیں کیا- عذاب نازل ہو رہا ہے حضرت نوحؑ آوازیں دے رہے ہیں بیٹے کو کہ آ میرے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا- عذاب کے نزول کے وقت بھی اس نے حضرت نوحؑ کا انکار کیا-

پس ایسی حالت ہوتی ہے قوموں کی کہ ﴿حتّٰی یروُا العذاب الالیم﴾ وہ دردناک عذاب کو دیکھ رہے ہوتے ہیں اس وقت تک ویسے ایمان نہیں لاتے جب عذاب نازل ہو رہا ہو اس وقت بھی ایمان نہیں لاتے- فرعون نے کیا کیا تھا- فرعون کی قوم کو کیوں آخر صفحہ ہستی سے مٹایا گیا اس لئے کہ عذاب الیم کے وقت بھی ان کے نفس بہانے ڈھونڈتے رہے اور ایمان لانے والے نہ بن سکے- اگر وہ ایمان لے آتے تو ضرور یونس کی قوم کی طرح ان پر رحم کیا جاتا- یہ تمام آیات سورہ یونس سے لی جا رہی ہیں اور سورہ یونس میں اللہ تعالیٰ مختلف قوموں کی مثالیں دے رہا ہے کہ ان پر کیا کیا گذری- کیا کیا ان کے ساتھ واقعات رونما ہوئے انہوں نے انبیاء کی کیسی کیسی مخالفتیں کیں لیکن بالآخر جب وہ عذاب کا نشانہ بنائے گئے تو عذاب بھی ان کی اصلاح نہیں کر سکا سوائے یونسؑ کی قوم کے- کیوں نہ وہ یونسؑ کی قوم جیسے ہو گئے کہ کم سے کم عذاب کا مونہہ دیکھ کر، یہ یقین کر کے کہ آنے والا ہے وہ دنیا کی زندگی میں اپنے بچاؤ کا کوئی سامان کر لیتے- فرمایا ﴿و لو جآء تهم كلّ ایٰةٍ حتّی یروُا العذاب الالیم﴾-

نہایت دردناک حالت ہے اس وقت پاکستان کی اور مجھے اس آیت کا اطلاق ہوتا دکھائی دے رہا ہے- اس لئے میں بے چین ہوں اس لئے میں آپ سے دوبارہ دعاؤں کی درخواست کرتا ہوں- اس ملک کو اب کوئی چیز بچا نہیں سکتی- یہ تباہی کے گڑھے میں جا پڑا ہے- کوئی نکلنے کی گنجائش نہیں- ہر جگہ ذلت اور گمراہی اور سفاکی اور ظلم و ستم ہے- **ایسے لوگ جو خدا کی رحمانیت سے اپنا تعلق کاٹ لیں کوئی رحمانیت ان کو بچا نہیں سکتی** لیکن دعاؤں میں اگر کوئی اثر ہے، کچھ نیک لوگ ایسے باقی ہیں جن کی خاطر تقدیر بدلی جا سکتی ہو اگر ان کے مقدر میں اس آخری گھڑی سے پہلے ایمان لانا ہو تو یہ دعائیں تو ہم کر سکتے ہیں اور میں آج ان دعاؤں کی طرف آپ کو متوجہ کرتا ہوں کہ اے خدا اگر تو کوئی بھی بھلائی دیکھے ہماری قوم میں، کہیں بھی وہ دکھائی دے اور تو بہتر جانتا ہے- ہم اتنا جانتے ہیں کہ بھلائی کچھ سر ضرور اٹھا رہی ہے کہیں کہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ بھلائی دبی ہوئی تھی جواب باہر نکل رہی ہے اس لئے مجھے امید ہوئی ہے کہ شاید ہماری دعاؤں سے یہ بھلائیاں ابھر کر اب سامنے آ جائیں شاید ہماری دعاؤں سے یہ بھلائیاں سر نکال کر بدی پر غالب آئیں اس کا مقابلہ کریں-

یہ ضرورت ہے جواب قوم کی ضرورت ہے- قوم کے اچھے لوگوں نے مقابلہ چھوڑ دیا تھا اچھے لوگ

چوہدری ایشین اسٹور، گروس گیراؤ، جرمنی

کی طرف سے نئی پیشکش

سیل SALE سیل SALE

۱۰/ستمبر سے ۱۰/اکتوبر ۱۹۹۷ء تک

کرنل باسمتی چاول	۱۰ کلو	۴۲-۰۰	مارک
کرنل باسمتی چاول	۵ کلو	۲۱-۰۰	مارک
احمد ہلال جیلی	۱۰۰ گرام	۱-۰۰	مارک
احمد سویاں	۲۰۰ گرام	۱-۰۰	مارک
احمد پھینیاں	۲۰۰ گرام	۱-۵۰	مارک
احمد مربع ہڑ ہڑ	۳۳۰ گرام	۲-۵۰	مارک
احمد اچار	ایک کلوگرام	۵-۵۰	مارک
ابلے چنے	ایک درجن	۷-۹۰	مارک
آٹا	۱۰ کلوگرام	۶-۹۰	مارک
KTC دیسی گھی	ایک کلوگرام	۸-۰۰	مارک

اس کے علاوہ بیاہ شادی کے لئے باورچی خانہ، دیگیں اور برتنوں کا بھی مکمل انتظام ہے-

کھانا پکانے کی بھی سہولت موجود ہے

احمدی دوکاندار احمد کی اشیاء مثلاً احمد کا اچار، کھیر مکس، رس ملائی، سویاں، پھینیاں اور دوسری اشیاء

تھوک قیمتوں پر ہم سے بارعایت خریدیں-

Chaudry Asian Store Schlesische Str. 5A 64521 Gross Gerau

تھے تو سہی جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے میرے علم میں ہیں بہت سے اچھے لوگ ہیں ان کی نیکی دب گئی اور بدی ان پر غالب آگئی اور بدی کو انہوں نے غالب آنے دیا اب اس حالت کو بدلنے کے لئے قربانی دینی پڑے گی۔ ایسے اچھے لوگوں کو سر اٹھا کر اوپر آنا ہوگا۔ ان کو اب ایک بگل بجانا ہوگا کہ آؤ واپس اس پاکستان کی طرف جائیں جو خدا کے سب بندوں کا پاکستان ہے۔ آؤ واپس اس پاکستان کی طرف لوٹیں جہاں مذہب دوسرے مذاہب کے درمیان تفریق کا موجب نہ بنے، جہاں مذہب حقیقی طور پر اپنے سے ہٹے ہوئے دوسرے مذاہب کے لئے ایک رحم کا سرچشمہ ثابت ہو، جہاں سچائی جھوٹ کی دشمن نہ ہو بلکہ جھوٹ کی حالت درست کرنے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دے۔ ان معنوں میں میں ابھی بھی امید رکھتا ہوں کہ سب کچھ ہاتھ سے نہیں گیا اور انہی معنوں میں میں آپ سے درخواست کر رہا ہوں کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری کشتی میں جو کشتی نوح ہے جو سارے عالم کی کشتی ہے اس کشتی میں پاکستان کے ایسے لوگوں کو کثرت سے سوار کرنے کی توفیق عطا فرما یہاں تک کہ یہ کشتی غالب آجائے اور ڈوبنے والوں کی تعداد کم رہ جائے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

اب اس جلسے کے آخر پر جو جمعہ پڑھا جاتا ہے جب کہ لوگوں کی واپسی اور ہنگامے اختتام پذیر ہو رہے ہوتے ہیں۔ یہ وہ جمعہ ہے اگلا غالباً جمع کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی اس لئے امام صاحب کو میں مخاطب ہوں خاص طور پر کہ دیکھ لینا کہ اگلے جمعے میں کیا حالات ہیں اگر مسافروں کی کثرت ہو جیسا کہ ابھی تک ہے اگر ہال میں بستر بچھے ہوئے ہوں جیسا کہ اب میں دیکھ کے آیا ہوں تو اس وقت تک آپ بے شک جمعہ نماز عصر کے ساتھ جمع کر لیں ورنہ پھر واپس اپنی روٹین پر آجائیں۔ انشاء اللہ میں جب سفر سے واپس آؤں گا تو پھر غالباً اس وقت مختلف حالات ہوں گے۔

☆......☆......☆

بقیہ : خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول کرداروں کا ذکر کیا تھا جو اس ڈرامے میں نہایت بھیانک کردار ادا کر رہے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی بتایا تھا کہ وہ امام جو زیادہ تر مرکزی کردار ادا کر رہا ہے اور جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف نہایت بیہودہ الزامات لگاتے ہوئے گندی زبان استعمال کی ہے بالآخر اس نے مباہلہ کو قبول کر لیا ہے اور اب یہ دنگل چل پڑا ہے اور یہ مباہلہ on ہے۔ سارے خطبہ میں کہیں یہ ذکر نہیں کہ جماعت احمدیہ حکومت گیمبیا کے خلاف ایک سیاسی محاذ بنا کر اس کے کھلنے کا اعلان کر رہی ہے بلکہ یہ کہا گیا تھا اب یہ مباہلہ on ہے۔ ایک طرف گیمبیا کی بدکردار طاقتیں ہیں جنہوں نے یہ ڈرامہ شروع کیا ہے اور ہم بیچ میں سے ہٹ گئے ہیں۔ دوسری طرف خدا کے فرشتے ہیں اور وہ اپنا کام دکھائیں گے۔ چنانچہ ایک ہفتے کے اندر اندر خدا کے وہ فرشتے اترے اور حیرت انگیز کام دکھائے جن کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔

حضور نے فرمایا میں نے جس طرح جنرل ضیاء کے متعلق ایک رؤیا کی بنا پر اعلان کیا تھا کہ اب خدا کی تقدیر کی چکی چل پڑی ہے اور اگلے جمعہ سے پہلے پہلے ضیاء پارہ پارہ ہو گیا اور اس کے متعلق حکومت کی تمام کوششیں بالآخر اسی نتیجہ پر پہنچیں کہ اس میں ہرگز کسی بھی انسانی ہاتھ کا دخل نہیں۔ یہاں بھی خدا تعالیٰ نے لمبا انتظار نہیں کروایا اور گزشتہ جمعہ اور اس جمعہ کے درمیان اس ملاں کی خاک اڑا دی ہے اور وہ ذلیل و رسوا ہوا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اگرچہ گیمبیا کی حکومت نے جس طرح اب پلٹا کھایا ہے اس لئے وہ باتیں جو میں نے کہا تھا کہ بتا دوں گا وہ اب کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ صدر نے اس معاملے کو پلٹایا ہے مگر دو آدمی ملاں فاتی اور وزیر مذہبی امور بوجنگ کے متعلق کچھ باتیں کہنا ضروری ہے۔ یہ بوجنگ وہی ہے جس نے مباہلہ کے کاغذات کو حقارت کے ساتھ اٹھا کر پرے پھینک دیا تھا۔ حضور نے فرمایا میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ اسکو بھی خدا اسی طرح ذلیل کر کے نہ پھینکے۔ حضور نے فرمایا کہ ملاں فاتی نے جو بکواس کی ہے ان کا جواب تو 'لقاء مع العرب' میں دینا ہی دینا ہے۔ پہلے بھی ایسے اعتراضوں کا جواب بارہا دیا جا چکا ہے لیکن چونکہ گیمبیا میں خصوصیت سے یہ باتیں پہنچانا مقصود ہے اس لئے میں نے ہر جگہ ڈش انٹینا لگانے کی ہدایت کی ہے تا کہ لوگ براہ راست مرکز سے ان اعتراضات کا جواب سنیں۔

حضور نے امام فاتی کا تعارف یہ بتایا کہ والد کی طرف سے گمنام ہیں۔ ان کی ماں انہیں گنی بساؤ سے لائی۔ یہ گیمبیا کے باشندے ہی نہیں۔ اس وقت سے آج تک ان کے باپ کا پتہ نہ کسی کو بتایا گیا نہ کسی کو علم ہے۔ محلہ میں کئی قسم کی چہ میگوئیاں ہوتی ہیں اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ ۱۹۹۶ء میں انہیں سٹیٹ ہاؤس گیمبیا کا امام مسجد، امام خانہ کعبہ کے کہنے پر مقرر کیا گیا۔ ۶ر جون ۱۹۹۷ء سے ۲۲ر اگست تک اس کے خطبات میں اس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کے خلاف گند بکا جو وہی فرسودہ اور گھٹیا الزامات تھے جو پاکستان کے مولوی جماعت کے خلاف اچھالتے ہیں۔ حضور نے خلاصۃً ان الاعتراضات کا ذکر فرمایا۔

حضور نے فرمایا کہ ۲۲ر اگست کو اس نے مباہلہ کا چیلنج قبول کر لیا تھا لیکن اس لئے جماعت کو فوری نہیں بتایا کہ تا خدا کی طرف سے کوئی نشان ظاہر ہو اور غیر گیمبین معصوم احمدیوں کو وہاں سے بخیریت باہر نکال لیا جائے تا کہ کوئی شرارت ہو تو انہیں کوئی زک نہ پہنچے۔ کیونکہ وزیر مذہبی امور کھلم کھلا احمدیوں کو قتل کی دھمکیاں دے رہا تھا مگر اعلان یہ کر رہا تھا کہ اگر خطرہ ہے احمدیوں کو تو ہمارے پاس آئیں ہم ان کے جان و مال کی حفاظت کریں گے۔ یہ نقالی تھی حکومت پاکستان کی۔ حضور نے فرمایا کہ جب اس نے مباہلہ قبول کیا تو مجھے اطمینان ہو گیا لیکن وہاں سے نکلنے والوں کی فکر غالب آگئی۔ لیکن جو رؤیا میں نے دیکھی تھی اس سے مجھے معلوم ہوا کہ میری فکر ناجائز ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ رؤیا میں میں نے دیکھا کہ میں ایک بہت ہی بلند عمارت کی چھت پر کھڑا ہوں۔ وہ اتنی بلند عمارت ہے کہ آسمان سے باتیں کر رہی ہے اور وہ مسجد کی عمارت ہے۔ اور مسجد سے مراد جماعت ہوا کرتی ہے۔ تو پہلی بات تو خدا تعالیٰ نے یہ سمجھائی کہ جماعت کی بلندی کو کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ اوپر سے میں نیچے انسان کو چھوٹے چھوٹے منحنی وجودوں کی طرح دیکھ رہا ہوں جو میرا انتظار کر رہے ہیں۔ وہاں کچھ لوگ قادیان کے ہیں اور کچھ سپین کے۔ اور دونوں جگہوں سے جماعت کو نکالا گیا ہے اور دونوں جگہ واپسی کی اس میں خوشخبری دی گئی ہے۔ خواب میں ہی دیکھتا ہوں کہ گویا یہ Miniature ہے ساری تاریخ کی اور خواب میں یہ احساس ہوا کہ یہ نظارہ اس طرح دکھایا گیا جیسے بچہ ماں کے پیٹ میں ایک بلین سال کی تاریخ دہراتا ہے مگر ایک بلین سال نہیں لیتا بلکہ نو ماہ میں مکمل ہو جاتا ہے۔ حضور نے بتایا کہ خواب میں میری جیب سے ایک خوبصورت کنگھی نکلتی ہے اور اوپر سے نیچے اکٹھے ہونے والوں کو کہتا ہوں کہ یہ میری نشانی ہے اس کو نیچے پھینک رہا ہوں۔ حالانکہ کنگھی میں اپنے پاس عام طور پر نہیں رکھتا۔ حضور نے فرمایا کہ کنگھی کا مقصد ہوتا ہے گند نکالنا، بالوں کو صاف اور مزین کرنا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ واپسی کے وعدے کے ساتھ جماعتوں کی تطہیر اور انہیں مزین کرنا بھی مقدر ہے۔ بہر حال یہ کام کرنے کے بعد ابھی وہ لوگ اوپر نہیں آسکتے ہیں کیونکہ بلندی بہت ہے۔ میں نیچے اترتا ہوں اور مسجد کے چھتے ہوئے صحن میں داخل ہوتا ہوں۔ عجیب بات ہے کہ اتنی بلندی سے کس طرح نیچے اترا ہوں مجھے کچھ پتہ نہیں لیکن وہاں سے کھڑکی سے نیچے جھانکتا ہوں تو کچھ لوگ اوپر آرہے ہیں۔ ان میں غیر احمدی، پادری اور دوسرے معززین ہیں جو مجھے خوش آمدید کہنے کے لئے پہلے اوپر آتے ہیں۔ میں بھی انہیں خوش آمدید کہتا ہوں اور نیچے والوں کو دیکھتا ہوں تو وہ مجھے بتاتے ہیں کہ انہوں نے اس لئے ان کو پہلے بھیجا ہے کہ احمدی نہ ہوتے ہوئے بھی یہ جماعت کے ساتھ ہمدردی اور شریفانہ رویہ رکھتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ اٹھنے کے بعد اس خواب پر غور کیا تو اس میں قطعی کوئی شک نہیں تھا کہ اس کا تعلق گیمبیا سے نکالے جانے والوں سے ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ احمدی گیمبیا سے نہ نکلیں اور گیمبیا میں جو غیر احمدی، عیسائی دکھائے گئے ہیں اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ گیمبیا کے عیسائی و غیر احمدی انتظار کریں گے۔ اگرچہ نکلنا نہیں دکھایا گیا مگر واپسی ہو ہی نہیں سکتی جب تک نکلیں نہ۔ یہ رؤیا گزشتہ خطبہ جمعہ سے دو یا تین دن پہلے کی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے اسی وقت ایڈیشنل وکیل التبشیر کو کہا کہ یہ لوگ لازماً خیریت سے نکلیں گے۔ حضور نے ان کے نکلنے کی بھی کسی قدر تفصیلات بتائیں اور اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کا بھی ایمان افروز ذکر فرمایا اور بتایا کہ گزشتہ جمعہ سے پہلے جو اسبارہ میں گھبراہٹ تھی کہ ابھی تک یہ معاملہ کیوں نہیں طے ہو رہا اس کے متعلق کئی طرح سے اللہ تعالیٰ نے تسلی دی۔ سب سے زیادہ تسلی ان الفاظ میں ہوئی "الیس اللہ بکاف عبدہ" اس پر مجھے ندامت بھی ہوئی اور استغفار بھی کیا۔

حضور نے فرمایا کہ بدلے ہوئے حالات کے باوجود وزیر مذہبی امور کے متعلق بعض باتیں بیان کرنا ضروری ہیں۔ اس نے مسلسل امام فاتی کو غلط باتیں بتا کر تقدیر الٰہی سے لڑنے پر اکسایا۔ اس نے ہمیشہ جب کوئی احمدی اس سے ملا جماعت احمدیہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق لازماً بکواس کی اور امام فاتی کی پوری طرح تائید کی۔ اس نے پریس کانفرنس کی اور پھر ہمارے امیر صاحب کو بلایا۔ وہ وفد لے کر گئے اس نے پھر جماعت کے خلاف بکواس کی۔ ہمارے امیر صاحب ایک جوانمرد انسان ہیں انہوں نے کہا کہ تم بکواس کر رہے ہو اگر یہ بات ہے تو میں اٹھ کر جاتا ہوں۔ اس نے ان کے گریبان پر ہاتھ ڈالا اور کہا کہ میں تمہیں قتل کروا سکتا ہوں۔ ان پر انہوں نے بھی اسے گریبان سے پکڑا اور دونوں گتھم گتھا ہو گئے۔ یہ سب کچھ کرنے کے بعد جب امیر صاحب واپس چلنے لگے تو کہنے لگا کہ دیکھیں جو کچھ بھی ہوا غلط فہمیاں ہوئی ہیں۔ اس نے جو پریس کانفرنس کروائی تھی اس میں بھی چالاکی سے یہ الزام لگایا کہ احمدیوں کا مرکز سنی سنائی باتوں کو مان رہا ہے۔ یہاں احمدیوں کی جان و مال کو کوئی خطرہ نہیں وغیرہ اور یہ کہ امام فاتی کی گندی زبان نے گیمبیا کو پھاڑ دیا ہے۔

اب صدر کی طرف سے جو اقدامات ہوئے ہیں اور اخبارات میں جو بیانات شائع ہوئے ہیں وہ یہ ہیں کہ امام فاتی گندا اور خبیث آدمی ہے۔ اس نے جو بکواس کی ہے اپنے طور پر کی اور گیمبیا کی حکومت کا اس سے کوئی تعلق نہیں اور تمام نشر و اشاعت کے اداروں کو یہ لکھا ہے کہ اس بدبخت کی کوئی بات بھی آگے بیان نہ کریں۔ نہ ریڈیو، ٹی وی پر نہ مسجد میں نہ اس سے باہر۔ دوسرے یہ کہ احمدی مسلمان ہیں اور دنیا کی کوئی طاقت گیمبیا میں ان کو غیر مسلم قرار نہیں دے سکتی۔ احمدیوں کو بطور مسلمان ہمارے ٹی وی اور ریڈیو پر اپنا موقف پیش کرنے کی اجازت ہے۔ یہ سیکولر حکومت ہے اس میں اسلامی تعصب کو دخل دینے کی اجازت نہیں......وغیرہ۔

حضور نے فرمایا کہ دیکھیں ایک ہفتہ نہیں گزرا کہ خدا نے اس دنگل کا نتیجہ دکھا دیا۔ اب یہ امام فاتی کہتا ہے کہ مجھے غلط خبریں دی گئیں، مجھے وزیر نے مروا دیا۔ اگر اس میں غیرت ہو تو واپس اس ملک میں چلا جائے جہاں سے آیا تھا اور بعض اخبارات نے یہ لکھنا شروع کر دیا ہے۔ حضور نے فرمایا یہ مباہلہ کی تقدیر ہے جو ظاہر ہوئی ہے۔ ایک ہفتہ کے اندر اندر گیمبیا کی تمام سازشیں کلیۃً ملیا میٹ کر دی گئی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ مذہبی امور کا وزیر گندا انسان ہے۔ امام فاتی اور اس شخص کے متعلق دعائیں جاری رکھیں کہ چکی جو چل پڑی ہے چلتی رہے۔

حضور نے فرمایا کہ جب ڈاکٹرز کو نکالا تھا تو ان کے خلاف شرارت کے امکان کے پیش نظر تھا۔ پھر ایک روز تہجد کے دوران وہاں کے ان غریب لوگوں کے احساس سے جو احمدیوں کے ہسپتال میں جانے کے عادی ہیں میں نے فیصلہ کیا کہ لئیق انصاری صاحب اور ڈاکٹر نصرت پاشا کو فوراً واپس بھیجا جائے اور جو بھی خطرہ ان کی جانوں کو ہے اس کی پرواہ نہ کی جائے۔ چنانچہ دونوں کی واپسی کا فیصلہ ہوا اور یہ میرا اعلان ان کے اقدامات سے پہلے کر دیا گیا تھا۔ حضور نے بتایا کہ ان کے وہاں جانے پر وہاں کے شریف النفس عوام اور خواص نے حکومت کی حرکتوں پر شدید غم و غصہ اور نفرت کا اظہار کیا۔ ایک اخبار نے کھل کر لکھا کہ اے احمدی جانے والے ڈاکٹرو تم ہمیں بہت پیارے ہو۔ تمہیں ہمارے پاس واپس آنا چاہئے۔ سارے گیمبیا کے عوام تمہاری واپسی کے منتظر ہیں۔ اور جب میرا یہ فیصلہ وہاں پہنچا تو اس نے لکھا "حضور انور کا شکریہ" کہ آپ نے گیمبیا کے غریب عوام پر رحم کرتے ہوئے فوری طور پر ڈاکٹروں کی واپسی کا فیصلہ کیا۔ حضور نے فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ ان کی واپسی پر جس طرح گیمبیا کے عوام کو خوشی ہوگی اور وہ استقبال کریں گے وہ تاریخی چیز ہوگی۔ تاہم باقی افراد کو واپس بھجوانے سے قبل ہمیں کچھ انتظار کرنا ہوگا۔

حضور نے فرمایا کہ امام فاتی کے اعتراضات کا جو جواب دینا ہے وہ الگ مسئلہ ہے اس کا گیمبیا کی حکومت سے تعلق نہیں۔ حضور نے احباب کو تاکید فرمائی کہ اس نشان پر خدا کا بے حد شکر کریں۔ آپ سب دنیا کی جماعتیں اس جشن تشکر میں میرے ساتھ شامل ہوں جو سجدوں کا جشن ہوگا۔ دعا کریں خدا تعالیٰ آئندہ بھی جماعتوں کو تکلیف سے محفوظ رکھے اور یہ سال گیمبیا میں ایک نئی شان کے ساتھ چمکے اور خدا ایسا ہی کرے گا، یہ مجھے یقین ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ضمناً یہ بات ہے کہ اس مباہلے میں اس راجے کی بھی خبر لینی ہے جس کا پچھلی دفعہ ذکر کیا تھا۔ مجھے ذرہ بھی شک نہیں کہ یہ مباہلہ کا سال اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا میں ظاہر ہوگا۔

سو سال پہلے

مقدمہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک

(پروفیسر سعود احمد خان۔ ربوہ)

سو سال پہلے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کی طرف سے اقدام قتل کا ایک جھوٹا مقدمہ دائر کیا گیا۔ مسلمان مولویوں بالخصوص محمد حسین بٹالوی صاحب اور آریوں نے عیسائیوں کی طرف سے اس مقدمہ میں جھوٹی گواہیاں دیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی بذریعہ الہام اس مقدمہ اور حکام کی طرف سے تہدید سے متعلق خبر دے دی تھی اور آپ کی باعزت بریت اور معاندین کی ذلت واہانت کے متعلق بتادیا تھا چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ اس مقدمہ سے متعلق حضور علیہ السلام نے اپنی تصنیف "کتاب البریہ" میں تفصیل سے ذکر فرمایا ہے اور فرمایا کہ :۔ "یہ حکم بری کرنے کا جو ۲۳ ر اگست ۱۸۹۷ء کو مجسٹریٹ ضلع کی قلم سے نکلا اور یہ نوٹس جو بطور تہدید لکھا گیا یہ دونوں باتیں ایسی ہیں جن سے ہماری جماعت کو فائدہ اٹھانا چاہئے کیونکہ ان کو ایک مدت پہلے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر ان دونوں باتوں کی خبر دی گئی تھی۔ اب انہیں سوچنا چاہئے کہ کیونکر ہمارے خدا نے یہ دونوں غیب کی باتیں پیش از وقت اپنے بندہ پر ظاہر کردیں۔ جن لوگوں نے یہ نشان بچشم خود دیکھ لیا ہے چاہئے کہ وہ ایمان اور تقویٰ میں ترقی کریں اور خدا کے نشانوں کو دیکھ کر پھر غفلت میں زندگی بسر نہ کریں"۔ (کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۳۰۱)

سو سال ہوئے کہ یکم اگست ۱۸۹۷ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ایک پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے امرتسر (ہندوستان) کے ڈپٹی کمشنر جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بھی کہلاتا تھا، کی عدالت میں ایک فوجداری مقدمہ دائر کیا کہ (نعوذ باللہ) آپ نے ایک شخص عبدالحمید کو اس کے قتل کرنے کے لئے قادیان سے امرتسر بھیجا۔ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک عیسائیت کے اینگلیکن فرقہ کی چرچ مشنری سوسائٹی کی طرف سے ضلع امرتسر کے ایک گاؤں جنڈیالہ میں میڈیکل مشن کے انچارج تھے۔ وہ ایک پٹھان عورت کے بیٹے تھے جس نے ان کو پشاور کے مشن ہسپتال میں جنا تھا۔ انہوں نے عدالت کو بتایا کہ ان کو اپنے باپ کے نام کا علم نہیں۔ ایک بڑے پادری رابرٹ مارٹن کلارک نے لے پالک بنا کر ان کی پرورش کی اور ان کو اپنے نام مارٹن کلارک کے ساتھ ہنری نام دیا۔ انگریز بچوں کی طرح پرورش کی اور اعلیٰ تعلیم دلائی اور وہ ڈاکٹر ہو کر مشن کے ہسپتال کے انچارج بنا دئے گئے۔ مقدمہ انتہائی سنگین نوعیت کا تھا کیونکہ اقدام قتل کا کیس تھا جس کی انتہائی سزا پھانسی بھی ہوسکتی تھی۔ ایک عیسائی پادری نے الزام لگایا، انگریز پادری کا لے پالک ہونے کی وجہ سے انگریزی حکومت میں اعلیٰ حلقوں میں رسوخ حاصل تھا اس لئے ان کو زعم تھا کہ حکومت بھی ان کا ساتھ دے گی اور ایسے شواہد بھی موجود تھے جو آگے بیان کئے جائیں گے کہ واقعی حکومت کے ذمہ دار لوگ ذاتی حیثیت میں مقدمہ میں دلچسپی لے رہے تھے۔

پس منظر

اس مقدمہ کا پس منظر یہ تھا کہ ۱۸۹۳ء میں جنڈیالہ میں پادری ہنری مارٹن کلارک نے مسلمانوں کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔ وہاں احمدی کوئی نمایاں حیثیت میں تو نہ تھے لیکن مسلمانوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درخواست کی کہ آپ اس چیلنج کو قبول فرمائیں۔ مختصر یہ کہ یہ مناظرہ ہوا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک شرط یہ بھی چاہی کہ دونوں مذاہب اپنے زندہ مذہب ہونے کے ثبوت میں نشان نمائی کریں۔ عیسائیوں نے پرانے نشانات پیش کرنا کافی سمجھا البتہ آپ کو اجازت دی کہ اگر آپ کوئی نیا نشان دکھائیں تو ان کو اعتراض نہ ہوگا۔ چونکہ جنڈیالہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اس لئے تجویز ہوئی کہ مناظرہ کسی بڑے شہر میں ہو۔ چنانچہ فریقین کی رضامندی سے مناظرہ امرتسر میں ہونا قرار پایا۔ مئی کے مہینہ میں مناظرہ دو ہفتے تک جاری رہا۔ دونوں طرف سے تحریری پرچے پیش ہوتے جو مقررہ محدود تعداد میں حاضرین میں سنا دئے جاتے۔ عیسائیوں نے نشانات الٰہیہ کا تمسخر بھی اڑایا اور حضور سے سنت اللہ کے خلاف نشان کا مطالبہ کیا۔ حضورؑ نے سنت اللہ کے مطابق نشان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور آخری پرچے میں حضور نے پیش گوئی فرمائی کہ دونوں فریقوں میں سے جو فریق حق کو جھٹلا رہا ہے وہ پندرہ مہینے کے اندر ہلاک ہوگا۔ بشرطیکہ وہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ ساتھ ہی آپ نے یہ بھی فرمایا کہ فریق مخالف کے مناظر عبداللہ آتھم اب آنحضرت ﷺ کی صداقت کا نشان دیکھیں گے کیونکہ انہوں نے آنحضور ﷺ کو اپنی کتاب اندرونہ بائبل میں دجال لکھا ہے۔ اس لئے وہ اللہ کی قہری تجلی کا نشان بنیں گے۔ تو اسی وقت جائے مناظرہ میں عبداللہ آتھم نے اپنے کانوں کو ہاتھ لگائے اور کہا کہ میں نے جان بوجھ کر نبیٔ اسلام کی شان میں گستاخی نہیں کی۔ جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں ان کی شان میں گستاخی کروں اور پھر وہ پندرہ مہینے بالکل خاموش رہے اور اسلام اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلاف ایک لفظ منہ سے نہ نکالا۔ بلکہ وہ یہی کہتے تھے کہ ان کو ہتھیار بند لوگ گھوڑوں پر سوار نظر آتے ہیں جو ان کو مار ڈالیں گے۔ حالانکہ وہ سخت پہرے میں رہتے تھے اور کوئی آدمی ان کے قریب نہیں جا سکتا تھا۔ آخری دو مہینے تو باقاعدہ پولیس کا پہرہ بھی رہا لیکن چونکہ ان کا ضمیر ان کو ملامت کرتا تھا اس لئے وہ نفسیاتی مریض ہوگئے۔ یہی ان کا رجوع بحق تھا ورنہ ہر ایک غیر مسلم پر عذاب نہیں آتا۔ اس لئے وہ پندرہ ماہ میں فوت نہ ہوئے۔ عیسائیوں اور مخالفین نے شور مچایا کہ پیش گوئی جھوٹی نکلی۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان فرمایا کہ اگر عبداللہ آتھم قسم کھا کر کہہ دیں کہ انہوں نے مخالفت سے توبہ نہیں کی اور اب بھی اسلام کو جھوٹا مذہب اور آنحضرت ﷺ کو دجال سمجھتے ہیں تو وہ ایک سال میں مر جائیں گے۔ انہوں نے قسم نہ کھائی اور اس طرح ان کا رجوع حق ثابت ہوگیا۔ آخر ۲۷ ر جولائی ۱۸۹۶ء کو وہ فوت ہوگئے اور ایک پہلو سے پیشگوئی پوری ہوئی کہ فریقین میں سے حق کو جھٹلانے والا سچے کے سامنے فوت ہو جائیگا۔ اس طرح مناظرہ کو کو عیسائیوں کا دیا ہوا نام "جنگ مقدس" اسلام کے حق میں سچا ثابت ہوا۔

اس مناظرہ اور اس سارے مخاصمہ کے بانی مبانی ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کو چیلنج کیا۔ ان کا خیال تھا کہ کوئی مقابلہ پر نہیں آئے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چیلنج کو قبول فرما کر ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ عیسائی مناظر پندرہ روزہ مناظرہ میں عیسائیت کو اسلام کے مقابلہ میں سچا مذہب ثابت نہ کر سکے۔ چنانچہ اس زمانہ میں ایک عیسائی امریکن مشنری نے اس مناظرہ کے بارے میں رپورٹ کرتے ہوئے ایک اخبار میں لکھا: The replies of the Christian debater had been inadequate کہ عیسائی مناظر کے جوابات بالکل ناکارہ تھے

علمی لحاظ سے بھی ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کو مایوسی ہوئی۔ ادھر ۶ ر مارچ ۱۸۹۷ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق آریہ سماجی ہندو لیڈر پنڈت لیکھرام کی موت بذریعہ قتل واقع ہوئی اور قاتل پکڑا نہ گیا۔ آریوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر الزام لگایا کہ آپ نے قاتل بھیج کر لیکھرام کو قتل کروایا ہے۔ اس پر پولیس نے پوری کارروائی کی اور حضور کے مکانات کی اور قادیان میں خوب تلاشی ہوئی۔ آریوں کی نشاندہی پر مشکوک لوگوں کی پوچھ گچھ کی گئی، کوئی سراغ نہ ملا اور معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا اور حکومت نے مزید کوشش ترک کردی۔ لیکن ڈاکٹر مارٹن کلارک پھر بھی پیچ و تاب میں رہے اور آخر انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اقدام قتل کا الزام لگایا اور اس سازش میں اپنے ساتھ آریوں کو بھی ملا لیا حتیٰ کہ مولوی محمد حسین بٹالوی بھی اس میں شامل ہوگئے۔

عبدالحمید

اس سازش کا مزعومہ قاتل عبدالحمید جہلم کا رہنے والا نوجوان تھا۔ وہ ایک دفعہ قادیان حضرت مولانا نورالدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاول) رضی اللہ عنہ کے پاس بغرض علاج آیا۔ اس نے بتایا کہ وہ حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلمی کا بھتیجا ہے اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اس کے ساتھ شفقت کا سلوک کیا اور آپ کے علاج سے وہ ٹھیک بھی ہوگیا تو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت کی خواہش ظاہر کی جو حضور نے نامنظور فرمائی۔ یوں بھی اکثر اوقات حضور ہر بیعت کنندہ کی بیعت پہلی درخواست پر قبول نہ فرماتے تھے بلکہ مزید تحقیق کا موقع دیا کرتے تھے لیکن یہاں یہ تصرف الٰہی کا کرشمہ تھا کیونکہ درخواست حضور کے ایک مقرب مرید صحابی مولوی برہان الدین کے بھتیجے نے کی اور سفارش حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے کی تھی۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں ڈالا کہ بیعت قبول نہ کی جائے۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ پھر قادیان آیا۔ اس دفعہ اس کے تایا حضرت مولوی برہان الدین صاحبؓ بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے اس کو وہاں دیکھ کر فرمایا کہ یہ یہاں کیوں آیا ہے اور پھر سب کو اس کے لچھن بتائے کہ بڑا لاابالی قسم کا نوجوان ہے۔ کوئی کام نہیں کرتا، آوارہ پھرتا رہتا ہے۔ کبھی کسی فرقے میں کبھی کسی فرقے میں جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ہندو اور عیسائی بھی بن چکا ہے۔ اس کو اپنے حلوے مانڈے سے غرض ہے۔ جس کے پاس جاتا ہے وہاں اس کی نئے ہونے کی وجہ سے خاطر مدارات کی جاتی ہے۔ جب اس میں کمی آجاتی ہے تو پھر کہیں جاکر کچھ اور بن جاتا ہے۔ اس کا ذکر غالباً حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی کیا اس لئے حضور نے اندر سے بذریعہ تحریر ارشاد فرمایا کہ اس کو یہاں نہ رکھا جائے۔ چنانچہ اس کو جلد چلتا کیا گیا۔

عبدالحمید قادیان سے امرتسر میں امریکن مشن آیا۔ وہاں پادری نورالدین اور انچارج پادری گرے سے ملا۔ اس نے کہا کہ میں ہندو پیدا ہوا تھا، رلیارام نام تھا پھر مسلمان ہوگیا اب قادیان سے آیا ہوں عیسائی ہونا چاہتا ہوں۔ پادری گرے کو اس کی باتوں پر یقین نہ آیا تو پادری نورالدین کو کہا کہ اس کو کہو تمہاری مالی مدد نہیں کریں گے۔ اس پر نورالدین نے کہا کہ اس کو پادری ہنری مارٹن کلارک کے پاس اینگلیکن مشن میں بھیج دیتے ہیں۔ یہ بات بہت معنی خیز ہے کہ پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کا خیال کیوں آیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کو ہنری مارٹن کلارک کے خیال کا پتہ تھا کہ وہ کسی شخص کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہتا تھا جو یہ کہے کہ اس کو مرزا صاحب نے ہنری کو قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ چونکہ یہ ایک لالچی شخص تھا اس لئے یہ لالچ میں آکر ایسا کردار ادا کرنے پر راضی ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے پاس چلا گیا۔

یہاں وہ تو یہ کہتا رہا کہ پہلے ہندو تھا پھر مسلمان ہوا اور اب قادیان سے یہاں عیسائی ہونے آیا ہے اور ہنری مارٹن کلارک کے ساتھ کے پادری عبدالرحیم وارث دین اور بھگت پریم داس اس کو یہی کہتے رہے کہ نہیں تم یہاں خون کرنے آئے ہو کیونکہ تم کہتے ہو کہ تم قادیان سے آئے ہو اس لئے ضرور تم کو مرزا صاحب نے ہنری مارٹن کلارک کو قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے اس کو اپنے ان ماتحت پادریوں کے ساتھ بیاس بھجوا دیا اور وہ اس کو اس بات پر آمادہ کرتے رہے اسی عرصہ میں ڈاکٹر کلارک خود بھی بیاس آئے اور اپنے کیمرہ سے اس کی تصویر کھینچی۔ پھر وہ امرتسر آیا یہاں بھی اس کی تصویریں فوٹو گرافر سے کھنچوائیں۔ فوٹو کیوں کھینچا اور اس کو کس طرح مزعومہ قتل کی سازش میں شریک کیا گیا آگے مضمون میں بیان ہوگا۔ لیکن اس کے بہلانے پھسلانے، ڈرانے دھمکانے میں کئی دن گذر گئے۔ اس عرصہ میں ڈاکٹر کلارک نے عبدالرحیم کو قادیان بھیجا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملا اور آپ نے اس کو بتایا کہ عبدالحمید قادیان آیا تھا مگر لالچی آدمی ہے تم اس کو روٹی کپڑا دو تو وہ عیسائی ہو جائے گا۔ اور آپ نے بتایا کہ وہ مسلمان پیدا ہوا۔ پیدائشی نام رلیارام نہ تھا

امرتسر ضلع سے وارنٹ گرفتاری

عبدالحمید کے راضی ہونے پر ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے فوراً مارٹینو ڈپٹی کمشنر ضلع امرتسر کو جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بھی تھے درخواست دی جنہوں نے عبدالحمید اور ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے بیانات لے کر دفعہ ۱۱۴ ضابطہ فوجداری کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گرفتاری کے لئے وارنٹ جاری کر دیا اور ساتھ حفظ امن کے لئے ایک سال کے واسطے ۲۰ ہزار روپے کا مچلکہ اور بیس بیس ہزار کی دو ضمانتیں بھی طلب کیں۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ضلع گورداسپور تھا اس لئے ڈپٹی کمشنر اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کو جو کیپٹن مانٹیگو ڈگلس تھے یہ وارنٹ وغیرہ بھجوا دئے کہ وہ اپنی ضلعی پولیس سے اس پر عمل کرا کے ملزم کو امرتسر بھجوا دیں۔ ادھر پادریوں نے اس خبر کو شہر میں پھیلا دیا اور ہر روز مخالفین نے امرتسر کے ریلوے سٹیشن پر جانا شروع کر دیا کہ وہ وارنٹ پر عملدرآمد خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ لیکن ایسا نہ ہوا بلکہ مارٹینو ڈپٹی کمشنر امرتسر کو اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ ملزم نے جہاں اقدام قتل کا ارادہ کیا اور اپنے ایجنٹ کو قتل پر آمادہ کر کے روانہ کیا وہیں کے ضلع میں مقدمہ درج ہونا چاہئے اور کارروائی وہیں ہونی چاہئے نہ کہ کسی اور ضلع میں۔ اس لئے اس نے تار بھیجا کہ جو وارنٹ گرفتاری گورداسپور بھجوایا گیا ہے اسکو منسوخ سمجھا جائے اور کارروائی کے لئے کیس گورداسپور بھیجا جا رہا ہے۔ تار ملنے پر کیپٹن ڈگلس حیران ہوا کہ یہ کون سا وارنٹ ہے کہ ضلع گورداسپور کے دفتر میں پہنچا ہی نہیں۔ اور

پھر بعد میں اس وارنٹ کا پتہ ہی نہیں چلا کہ وہ گیا کہاں۔

اتفاق سے اس دن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت چوہدری رستم علی صاحبؓ جو خود پراسیکیوٹر انسپکٹر آف پولیس تھے گورداسپور آئے ہوئے تھے انہوں نے وارنٹ اور اس کی گمشدگی کے بارے میں سنا تو فوراً قادیان روانہ ہوگئے اور حضور اقدس کو اطلاع دی۔ جماعت قادیان کے احباب سخت پریشان ہوئے کہ بہرحال آج نہ سہی کل پرسوں وارنٹ گرفتاری پہنچ جائے گا اور اس پر عمل بھی ہوگا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر تشریف لائے تو آپ بالکل مطمئن تھے اور ہشاش بشاش۔ فرمایا کہ فکر کی کوئی بات نہیں بلکہ خوشی کی بات ہے کہ جو خبر ایک ہفتہ قبل خدا نے دی اس کے پورے ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ آپ لوگوں کو یاد ہوگا وہ الٰہی خبر یہ تھی:

مقدمہ سے متعلق پیشگوئی

"۲۹ر جولائی ۱۸۹۷ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاعقہ...... میرے مکان کی طرف چلی آتی ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی آواز ہے اور نہ اس نے کچھ نقصان کیا ہے بلکہ وہ ایک ستارہ روشن کی طرح آہستہ حرکت سے میرے مکان کی طرف متوجہ ہوئی ہے...... اور جبکہ وہ قریب پہنچی تو میرے دل میں تو یہی ہے کہ یہ صاعقہ ہے مگر میری آنکھوں نے صرف ایک چھوٹا سا ستارہ دیکھا...... اور مجھے الہام ہوا کہ "ما ھذا الا تھدید الحکام" یعنی یہ جو دیکھا اس کا بجز اس کے کچھ اثر نہیں کہ حکام کی طرف سے کچھ ڈرانے کی کاروائی ہوگی...... پھر بعد اس کے الہام ہوا "قد ابتلی المومنون یعنی مومنوں پر ایک ابتلا آیا"۔

اسی طرح فرمایا: "پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا کہ مخالفوں میں پھوٹ اور ایک شخص متنافس کی ذلت اور اہانت اور ملامت خلق (اور پھر اخیر حکم ابراء) یعنی بے قصور ٹھہرانا۔ پھر بعد اس کے الہام ہوا "و فیہ شی ء......" پھر ساتھ اس کے یہ بھی الہام ہوا کہ "بلجت آیاتی" کہ میرے نشان روشن ہونگے"

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۳۴۱)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احباب کو تسلی دی اور نصیحت فرمائی کہ اب دعاؤں کا وقت ہے کہ ایک حصہ پیشگوئی کا پورا ہوا کہ ایک ضلع میں اب دعاؤں کا وقت ہے ایک حصہ پیشگوئی کا پورا ہوا کہ ایک ضلع میں حکام نے کارروائی کی ہے جو خوفناک تھی لیکن ابھی اس کا اثر ظاہر نہیں ہوا، آگے بھی یہ بے اثر ہی ثابت ہو اور بجائے کسی رسوائی کے یہ ابتلا ہمارے لئے ایک نشان الٰہی بن جائے اور مخالفین کی شکست اور ناکامی کا موجب بنے۔

کیس واقعی بڑی سنگین نوعیت کا تھا۔ اگر وارنٹ گرفتاری گورداسپور پہنچ جاتا اور ضابطہ کی کارروائی میں کسی کو غلطی کا خیال نہ آتا تو تعجب کی بات نہیں۔ ایک دفعہ عمل درآمد ہو جاتا تو اگر بعد میں اس کے خلاف کارروائی بدل بھی جاتی پھر بھی دشمنوں کو دو دن کے لئے ہی سہی خوشی کا موقع مل جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ بھی نہ چاہا اور ان کو جھوٹی خوشی بھی میسر نہ ہوئی۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک معجزہ تھا جو اس مقدمہ کے شروع میں ظاہر ہوا۔

کیس کیپٹن ڈگلس کی عدالت گورداسپور میں

دو دن بعد کیس تفصیل کے ساتھ گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے سامنے آیا۔ اس اثناء میں ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک بھی گورداسپور پہنچ گئے تاکہ کیپٹن ڈگلس پر بھی اپنا اثر ورسوخ اور اپنے چرچ کا اثر ڈالیں اور اپنی من پسند کارروائی کروائیں۔ لیکن کیپٹن ڈگلس ایک انصاف پسند حاکم تھے۔ کیس کو دیکھتے ہی فیصلہ کیا کہ ساری کارروائی غلط ہوئی ہے۔ عبدالحمید جب اپنے ارادہ میں ناکام ہوا اور پادریوں نے اسے پکڑ لیا تو کیس پولیس کو جانا چاہئے تھا۔ پھر مجسٹریٹ سے عبدالحمید کا ریمانڈ لیا جاتا۔ اور تفتیش پوری ہو کر کیس سیشن کے سپرد کیا جاتا۔ نہ پولیس میں رپورٹ، نہ اقبالی ملزم کا ریمانڈ، محض شبہ کی بنیاد پر ایک تیسرے شخص کی گرفتاری اور بیس ہزار کا مچلکہ اور بیس بیس ہزار کی دو ضمانتیں کیا نا معقول کارروائی ہے۔ انہوں نے کہا میں یہ کیس پولیس کو دیتا ہوں وہ تفتیش کی کارروائی کرے۔ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے کہا در اصل میں بیماری کی چھٹی پر جانا چاہتا ہوں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ جتنی جلدی ہو سکے میرا ملزم جو قادیان کے مرزا صاحب ہیں گرفتار ہونا چاہئے۔ ڈگلس نے کہا اچھا تو میں مرزا صاحب کو اپنی عدالت میں بلاتا ہوں اور خود عبدالحمید اور مرزا صاحب کے بیانات سن کر فیصلہ کروں گا۔ اس کے لئے وارنٹ کی ضرورت نہیں صرف سمن کافی ہے اور امن قائم رکھنے کے لئے صرف ایک ہزار کا مچلکہ اور ایک ہزار کی ضمانت مانگی جا سکتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے ۱۰ر اگست ۱۸۹۷ء کو بجائے گورداسپور کے بٹالہ تحصیل سب ڈسٹرکٹ میں حاضر ہونے کا سمن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام مچلکہ اور ضمانت کے ساتھ جاری کیا۔ گویا یہ بھی الٰہی تصرف تھا کہاں گرفتاری اور بیس بیس ہزار کا مچلکہ اور دو ضمانتیں اور کہاں صرف سمن اور ایک ہزار کا مچلکہ، ایک ہزار کی ایک ضمانت جس کے داخل کئے جانے کا فیصلہ بھی بہرحال بیانات کے بعد ہوگا۔

سماعت سے ایک روز قبل ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے ریڈر غلام حیدر صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرید نہ تھے امرتسر سے واپس اپنے کام پر جانے کے لئے بٹالہ کی گاڑی میں بیٹھے تو دیکھا کہ اسی سیکنڈ کلاس کے ڈبے میں بیٹھنے کے لئے پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک جن کو گورے رنگ اور وضع قطع سے (یاد رہے کہ ہنری کو ایک یورپین پادری نے انگریز بچوں کی طرح پالا تھا) لوگ یوروپین ہی سمجھتے تھے ایک اور یوروپین کے ساتھ داخل ہوئے۔ اتنے میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی آ گئے۔ چونکہ غلام حیدر صاحب، ڈاکٹر ہنری کلارک اور مولوی صاحب تینوں ایک دوسرے سے واقف تھے اس لئے باتیں شروع ہوئیں اور غلام حیدر صاحب کو پتہ چلا کہ دونوں کسی کام سے ایک ساتھ جا رہے ہیں اور مولوی صاحب کا ٹکٹ بھی پادری صاحب نے خریدا ہے۔ جب ان دونوں کو پتہ چلا کہ غلام حیدر ان دنوں ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے ریڈر ہیں تو دونوں نے خوش ہو کر کہا "تب تو شیطان کا سر کچلنے کے لئے آپ بہت کار آمد ہونگے"۔ غلام حیدر صاحب نے کہا "میں سمجھا نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں" تب انہوں نے مقدمہ کے بارے میں بتایا۔ غلام حیدر صاحب کو بہت افسوس ہوا کہ مولوی صاحب دشمن اسلام کے ساتھ مل کر ایک ایسے شخص کے خلاف مقدمہ میں شریک ہیں جو عیسائیوں سے اسلام کے دفاع میں مقابلہ کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ "یہ عدالت کا معاملہ ہے میں اس میں مدد نہیں دے سکتا ہاں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ جو شیطان ہے اس کا سر خود بخود کچلا جائے گا"۔

دوسرے دن سماعت سے پہلے صبح نماز کے بعد غلام حیدر صاحب سیر کے لئے باہر نکلے تو مولوی فضل الدین صاحب وکیل بھی مل گئے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وکیل تھے۔ اگرچہ وہ ابھی احمدی نہ تھے۔ دونوں باتیں کرتے کرتے انگلیکن مشن کے پاس سے گزرے جو ایک کوٹھی میں تھا جس میں گھاس کا لان تھا۔ گرمی کا موسم تھا اس لئے لوگ باہر ہوا میں بیٹھے تھے۔ دونوں کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ مولوی محمد حسین صاحب بھی پادریوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ اور لوگ تھے یہ سب ایک نوجوان کے ہاتھ پر پینسل سے کچھ نشانات لگا رہے تھے۔ مولوی فضل الدین صاحب کو حیرت ہوئی کہ مولوی محمد حسین یہاں مرزا صاحب کے مقدمہ کے دن پادری صاحب کے پاس آئے ہیں اس پر غلام حیدر صاحب نے ان کو بتایا کہ کل یہ دونوں امرتسر سے ایک ساتھ آئے اور ٹکٹ بھی مولوی صاحب کا پادری صاحب نے خریدا۔ جو لوگ وہاں موجود تھے ان میں مولوی فضل الدین صاحب نے لاہور کے ایک مشہور ہندو وکیل رام بھجدت کو بھی دیکھا گویا کہ عیسائی پادری، آریہ وکیل اور مسلمان مولوی محمد حسین سب آپس میں مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف صف آرا تھے۔ بعض پولیس والے بھی وہاں موجود تھے اس طرح کچھ پولیس کے اہلکار بھی ان کی مدد کر رہے تھے۔

بٹالہ میں سماعت

وقت مقررہ سے ذرا پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اپنے خدام کے بٹالہ کی کچہری پہنچ گئے۔ دوسرے لوگ بھی آ گئے۔ کیپٹن ڈگلس جب احاطہ کچہری میں داخل ہوئے تو حضرت اقدس کو وہاں دیکھا۔ ضرور پتہ کیا ہوگا کہ یہ کون ہیں تو معلوم ہونے پر کہ یہی مرزا غلام احمد صاحب علاقہ کے رئیس ہیں۔ دفتر کے کمرہ میں پہنچ کر انہوں نے اپنے اردلی سے حضور اقدس کو سلام بھجوایا (حیات احمد مصنفہ حضرت عرفانی صاحب)۔ گویا حضور کے پاکیزہ چہرہ کا ان کے دل پر ایک اثر ہوا۔ جب عدالت کی کارروائی شروع ہوئی تو حضور کو کرسی پر بیٹھنے کے لئے اشارہ کیا۔ اس پر ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے مولوی محمد حسین صاحب کے لئے کرسی کی سفارش کی کہ وہ مسلمانوں کے فرقہ اہل حدیث کے سرغنہ ہیں اور میرے گواہ ہیں۔ اس پر ڈپٹی کمشنر نے غلام حیدر صاحب ریڈر کو کرسی نشینوں کی فہرست دیکھنے کو کہا، اس میں ان کا نام نہ تھا۔ البتہ غلام حیدر صاحب نے کہا کہ جب کبھی مولوی صاحب کو حکام سے ملنے کا موقع ہوتا ہے تو وہ ان کو دفتر میں کرسی دے دیا کرتے ہیں۔ مولوی صاحب عدالت میں موجود تھے اور انہوں نے بھی کرسی کا مطالبہ کیا۔ ڈپٹی کمشنر نے کہا کہ آپ کا نام ضلع کے کرسی نشینوں کی فہرست میں نہیں اس لئے کرسی پیش نہیں کی جا سکتی۔ اس پر مولوی صاحب نے کہا میں لاٹ صاحب یعنی گورنر پنجاب وغیرہ سے ملتا ہوں تو کرسی پر بٹھا کر بات کرتے ہیں۔ ڈپٹی کمشنر نے کہا وہ نجی ملاقات ہوتی ہے یہ عدالت ہے۔ مولوی صاحب نے کچھ کہنا چاہا تو کیپٹن ڈگلس ڈی سی نے ڈانٹ کر کہا سیدھے کھڑے رہو اور زیادہ بک بک نہ کرو۔ جو بیان مولوی صاحب نے دیا اس کا ذکر تو آئے گا لیکن وہ عدالت سے نکلے تو برآمدہ میں کرسی پر بیٹھ گئے۔ چپراسی نے اس پر بھی نہ بیٹھنے دیا کہ کپتان صاحب پولیس کی اجازت نہیں۔ وہ وہاں سے اٹھے تو دیکھا کہ کچھ مسلمان چادر بچھائے بیٹھے تھے وہ اس کے ایک کونہ پر بیٹھ گئے۔ جب ان مسلمانوں کو پتہ چلا کہ یہ مولوی صاحب مرزا صاحب کے خلاف پادریوں کے حق میں گواہی دینے آئے ہیں تو انہوں نے بھی اپنی چادر گھسیٹ لی اور کہا کہ مسلمانوں کے سرغنہ ہو کر جھوٹی گواہی دیتے ہو، ہمارے کپڑے کو ناپاک نہ کرو۔ اس پر غلام حیدر صاحب غیر احمدی کا بیان ہے کہ مولانا نورالدین صاحب نے مولوی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر کہا "آپ یہاں ہمارے پاس بیٹھ جائیں۔ ہر چیز کی حد ہونی چاہئے"۔ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و توقیر باوجود الزام لگنے کے اللہ تعالیٰ خود دکھا رہا تھا اور پادری صاحب کی کوئی بات اپنی مرضی کے مطابق نہ ہو رہی تھی اور مولوی محمد حسین صاحب کو ذلت و رسوائی مل رہی تھی اور مقدمہ کے فیصلے سے قبل ہی اللہ تعالیٰ کی بات پوری ہو رہی تھی کہ ایک شخص متنافس کی ذلت و ملامت خلق۔

بیانات شروع ہوئے عبدالحمید کا بیان وہی تھا کہ اس کو مرزا صاحب نے پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کو مارنے کے لئے امرتسر بھیجا تھا لیکن اس کے بیان کی تفصیل میں اس بیان سے جو اس نے امرتسر میں وہاں کے ڈپٹی کمشنر اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مارٹینو کی عدالت میں دیا تھا بہت فرق تھا۔ بلکہ جو بات اس نے ہنری مارٹن کلارک کو بتائی کہ بٹالہ کا پیدائشی ایک برہمن ہندو ہوں جس کو مرزا صاحب نے مسلمان کیا۔ ڈپٹی کمشنر اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر مارٹینو کے سامنے نہ کہی بلکہ وہاں اس نے اپنے آپ کو سلطان محمود کا بیٹا جہلم کا رہنے والا بتایا۔ ڈپٹی کمشنر اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کیپٹن ڈگلس کے سامنے کہ کہ میں پہلے مسلمان تھا اب میں عیسائی ہونا چاہتا ہوں جبکہ مارٹینو ڈپٹی کمشنر امرتسر کو کہا کہ میں ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے پاس اس کے قتل کرنے کے ارادے سے گیا تھا کیونکہ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ مسلمان کا عیسائی کو قتل کرنا جائز ہے۔ تو گویا جب ڈاکٹر کلارک کو کہا کہ میں عیسائی ہونا چاہتا ہوں تو وہ دھوکہ دہی کے لئے تھا لیکن اب کیپٹن ڈگلس ڈپٹی کمشنر کے سامنے متلاشی عیسائی کیوں کہا۔ مارٹینو کے سامنے بیان میں کہا کہ مرزا صاحب نے مجھ سے کہا تھا کہ "ڈاکٹر کلارک کو قتل کرنے کے بعد قادیان چلے آنا تم بالکل محفوظ رہو گے"۔ جبکہ کیپٹن ڈگلس کے سامنے کہا کہ "امرتسر میں ایک شخص قطب الدین مرید مرزا صاحب کا ہے۔ مرزا صاحب نے بتلایا تھا کہ تم اس کے پاس جانا وہ تمہیں قادیان پہنچا دے گا"۔ کیا تضاد ہے۔ پہلے ایک دم قادیان چلے آنا کہیں نہ جانا۔ دوسری دفعہ قطب الدین کا نام لیا کہ اس کے پاس جانا۔ قادیان موقع مصلحت کے مطابق پہنچانا اس کا کام ہوگا۔ تو یہ بات پہلے کیوں نہ کہی۔ کہیں اپنے باپ کا نام سلطان محمود بتایا اور کہیں لقمان بتایا۔

غلام حیدر صاحب کا بیان ہے کہ چونکہ مولوی فضل الدین وکیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۰ر اگست کی صبح کو بٹالہ میں عبدالحمید کو انگلیکن مشن ہاؤس میں دیکھ چکے تھے جہاں اس کے ہاتھ پر پنسل سے کچھ لکھا جا رہا تھا یا نشان لگائے جا رہے تھے اس لئے جب انہوں نے عدالت میں عبدالحمید سے مشن ہاؤس میں اور رام بھجدت وکیل اور بعض پولیس والوں کے ساتھ ہونے کے بارے میں سوال کیا تو عبدالحمید نے اس کو تسلیم کیا۔ اسی طرح مولوی فضل الدین صاحب یہ بات بھی عدالت کے نوٹس میں لائے کہ عبدالحمید کے ہاتھ پر پنسل سے اس کی یادداشت کے لئے کچھ اشارے بھی اسی دن صبح بنائے گئے جس سے پتہ چلتا ہے کہ بیان خود اس کا نہیں بلکہ اس کو سکھایا پڑھایا گیا کہ تم مرزا صاحب کے خلاف اقدام قتل کا الزام لگاؤ کہ انہوں نے تمہیں پادری ہنری مارٹن کلارک کو مارنے کے لئے بھیجا تھا۔

اس کے بعد ڈاکٹر پادری ہنری مارٹن کلارک کا بیان ہوا۔ اس میں امرتسر والے بیان سے بعض باتیں مختلف تھیں بلکہ عبداللہ آتھم کو نفسیاتی طور پر خوف میں گھوڑے سوار اور ہتھیار بند لوگ نظر آتے یا سانپ بچھو نظر آتے۔ یہ سب انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب

کئے کہ آپ انہیں بھیجتے تھے جو کمال ہوشیاری سے آتھم کو ڈرا کر اس کے پہرہ داروں کی نظروں سے اوجھل رہتے ہوئے بھاگ جاتے تھے (حالانکہ آخری دوماہ تو وہ پولیس کی حفاظت میں تھے)۔ خود انہوں نے اپنے بارے میں کہا کہ مجھ کو بھی دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ میرے بارے میں بھی پیشگوئی کی گئی ہے۔ مجھ کو ڈسنے کے لئے سانپ بھی بھیجا گیا جو مار ڈالا گیا وغیرہ۔ انہوں نے لیکھرام کے قتل کے بارے میں پیشگوئی کا ذکر کر کے اس کے قتل کا ذمہ دار بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ٹھہرایا (حالانکہ اس کے لئے پولیس تفتیش ہوئی۔ آریوں نے جس جس پر شک کیا اس سے پوچھ گچھ ہوئی لیکن پھر بھی کسی کے ہاتھ کچھ نہ آیا)۔ وکیل مولوی فضل الدین صاحب نے ان پر سوال کر کے خود ان کی زبان سے کہلوایا کہ رام بھجدت نے ان سے کوئی فیس نہیں لی۔ گویا وہ بھی لیکھرام کے انتقام میں اس سازش میں شریک تھے۔

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیان ہوا جو سادہ الفاظ میں مختصر تھا۔ فرمایا:

"ہم نے کبھی پیشگوئی نہیں کی کہ کلارک صاحب مر جائیں گے۔ ہر گز ہمارا انشاء کسی لفظ سے یہ نہ تھا کہ صاحب موصوف مرجاویں گے۔ عبداللہ آتھم کی بابت ہم نے شرطیہ پیشگوئی کی تھی کہ اگر رجوع بحق نہ کرے گا تو مر جاوے گا۔ عبداللہ آتھم صاحب کی درخواست پر پیشگوئی صرف اس کے واسطے کی تھی۔ کل متعلقین مباحثہ کی بابت پیشگوئی نہ کی تھی۔ لیکھرام کی درخواست پر اس کے واسطے بھی پیشگوئی کی گئی تھی۔ ہم نے کی تھی چنانچہ پوری ہوئی"۔

اس کے علاوہ ایک بیان ۲۰ر اگست کو بھی ہوا وہ ذرا تفصیل سے تھا۔ اس میں یہی باتیں دہرائیں البتہ عبدالحمید کا ذکر بھی تھا۔ فرمایا:

"عبدالحمید کو ایک دفعہ میں نے مسجد میں دیکھا تھا کسی شخص نے ذکر کیا تھا۔ یہ شخص عیسائی ہو گیا تھا اب یہاں آیا ہے۔ میرے ساتھ اس کی کوئی گفتگو نہ ہوئی تھی۔ مجھے نہیں معلوم کس نے اس کو مزدوری کا کام دیا تھا۔ میں نے کوئی کام نہیں دیا تھا۔ میں نے سنا تھا کہ عبدالحمید اچھے چال چلن کا لڑکا نہیں ہے۔ اس لئے میں نے گھر سے رقعہ لکھ کر بھیج دیا تھا کہ اس کو نکال دینا چاہئے۔ مجھے پھر خبر نہیں کہاں چلا گیا تھا۔ میں نے ایک پیسہ تک اس کو جاتے ہوئے نہیں دیا۔ نہ امر تسر بھیجا"۔ (کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ آپ کی طرف سے حضرت مولانا نورالدین (خلیفۃ المسیح الاول) رضی اللہ عنہ اور جناب شیخ رحمت اللہ صاحب کے بیانات ہوئے جو سادہ اور بے لاگ تھے۔ عبدالحمید کے قادیان جانے کا ذکر تھا۔ عبدالحمید کا حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے مولوی برہان الدین صاحب کا بھتیجا ہونے کے سبب علاج کیا۔ بیعت کی درخواست منظور نہیں ہوئی۔ مولوی برہان الدین صاحب نے بتایا کہ نکما ہے۔ اس کو نکال دو یہ تکلیف کا باعث بنے گا۔ میں نے اس کو دو آنے دئے تھے۔ مرزا صاحب نے اس کو کچھ نہیں دیا تھا۔ سنا تھا کہ لڑکر گیا ہے۔ وغیرہ۔

شیخ رحمت اللہ صاحب نے بھی بتایا کہ مجھ سے میری دوکان پر ملا تھا۔ کہتا تھا مولوی برہان الدین صاحب کا بھتیجا ہوں پہلے عیسائی ہو گیا تھا اب پھر مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ قادیان جانے کیلئے کرایہ مانگا۔ میں نے آٹھ آنے دئے۔ سنا تھا کہ قادیان گیا تھا۔ اس کے بعد میں نے نہیں دیکھا۔ دونوں نے بتایا کہ مرزا صاحب گھر کے اندر کسی سے نہیں ملتے۔ مسجد میں آتے ہیں یا سیر کو جاتے ہیں۔ یہ بات اس لئے کہی کہ عبدالحمید کا بیان تھا کہ اس کو مرزا صاحب گھر کے اندر بلایا کرتے تھے اور وہ آپ کو دبایا کرتا تھا۔ اور کلارک کو قتل کرنے کی بات بھی گھر میں کہی تھی۔ یہ گھڑی ہوئی بات تھی۔

غلام حیدر صاحب کہتے ہیں کہ ڈپٹی کمشنر ڈگلس نے مولانا نورالدین کی سادہ باوقار شخصیت اور بے لاگ بیان سے نیک اثر لیا اور آپ کو حضرت عیسیٰ کے مشابہ قرار دیا۔ دراصل یہ بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسیہ کا بالواسطہ اعتراف تھا جو اللہ تعالیٰ نے ڈگلس کی زبان سے کرایا۔ آخر وہ عیسوی جھلک جو انہوں نے دیکھی کہاں سے آئی۔ حقیقت یہی ہے کہ "جمال ہم نشیں در من اثر کرد...... کا کرشمہ تھا۔ اگر ایسی بات کرسی عدالت پر بیٹھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں ان کے منہ سے نکلتی تو ایسے اظہار سے ان کے انصاف پر حرف آجاتا۔

بٹالہ میں سماعت تین دن ہوئی۔ استغاثہ کے کئی گواہ آئے جو سب پادری کلارک کے ماتحت عملہ کے آدمی تھے۔ اس لئے ان کی گواہیاں مشتبہ رہیں۔ وہ موقع کے گواہ تو تھے لیکن یہی بات زیر بحث تھی کہ سازش امر تسر میں بنی یا قادیان میں۔ موقع کا گواہ قادیان کا ہوتا تو بات بنتی۔ جس سے عبدالحمید کے بیان کی تائید ہوتی۔ بقول عبدالرحیم پادری وہ قادیان گیا تھا لیکن اس کے بیان میں بھی قادیان کے ذکر سے کوئی بات وہاں سازش کے بنائے جانے کے حق میں نہ ملی۔ پادری عبدالرحیم کی قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے الگ اکیلے میں ملاقات بنائی ہوئی بات تھی۔

ان گواہوں کے علاوہ ایک گواہ پادری صاحب کے حق میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی تھے جن کے کرسی کے مطالبہ کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ انہوں نے پادری صاحب کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اپنے مخالفین کے مرنے کی پیشگوئیوں کا الزام لگایا۔ اور کہا کہ یہ باتیں جھوٹی بھی نکلیں اور جو سچی ہوتی ہیں وہ دراصل یہ قتل کرادیتے ہیں جیسے لیکھرام کے ساتھ ہوا۔ (اس طرح مولوی صاحب نے ایک دشمن اسلام کے مرنے پر واویلا مچایا اور ہندوؤں کی ہمنوائی کی)۔ اب یہ پادری ہنری مارٹن کلارک کو قتل کرا کے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں کہ میری پیشگوئی پوری ہو گئی وغیرہ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ مولوی صاحب کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں عیسائیوں کی گندہ دہنی پر کوئی غیرت نہ تھی۔ اس پر کیپٹن ڈگلس نے لکھا:

I consider sufficient evidence has been recorded regarding the hostility of the witness to the Mirza and there is no necessity to stray further from the main lines of the case

(کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۲۵۴)

یعنی میرے خیال میں مرزا صاحب کے خلاف گواہ کی عداوت کے بارے میں کافی شہادت قلمبند ہو چکی ہے اور مقدمہ کی اصل کارروائی سے ہٹنے کی اب چنداں ضرورت نہیں۔

غلام حیدر صاحب ریڈر ڈپٹی مجسٹریٹ کے بیان کے مطابق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وکیل مولوی فضل الدین صاحب نے مولوی محمد حسین صاحب پر جرح کے دوران سوال کیا کہ کیا آج صبح آپ پادری کلارک کے ساتھ ان کے مشن ہاؤس میں نہیں تھے؟ یہ سوال اس لئے پوچھا کہ مولوی صاحب نے بیان میں کہا کہ وہ پادری صاحب سے آخری بار ۱۸۹۵ء میں ملے تھے۔ مولوی صاحب نے جواب انکار میں دیا۔ اس پر غلام حیدر صاحب چونک پڑے۔ کیپٹن ڈگلس نے چونکنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے پادری صاحب کی طرف اشارہ کیا۔ کیپٹن صاحب نے ان سے پوچھا تو انہوں نے ہاں میں جواب دیا۔ پھر وکیل فضل الدین صاحب نے سوال کیا کہ آپ امر تسر سے بٹالہ پادری صاحب کے ساتھ آئے اور آپ کا ریل کا ٹکٹ بھی پادری صاحب نے خریدا۔ مولوی صاحب نے پھر انکار کیا۔ اس پر غلام حیدر صاحب کی زبان سے نکلا یہ جھوٹ ہے۔ ڈگلس صاحب نے پھر پادری صاحب سے پوچھا تو انہوں نے اقرار کیا۔ مولوی محمد حسین صاحب تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جھوٹا کہہ رہے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی پردہ دری کر دی اور خود ان کے منہ سے ان کا جھوٹا ہونا ثابت کر دیا لیکن جس کو وہ جھوٹا کہہ رہے تھے اس کے اخلاق کریمانہ کا سکہ وہیں عدالت میں سب کے دلوں پر بٹھا دیا۔ ہوا یوں کہ مولوی فضل الدین صاحب وکیل نے مولوی صاحب سے معذرت کے ساتھ ایک ایسا سوال کرنا چاہا جس کی زد مولوی صاحب کے اخلاقی کردار پر پڑتی تھی۔ غلام حیدر صاحب کہتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنی کرسی سے اٹھے اور فضل الدین صاحب کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا کہ "میری طرف سے یہ سوال کرنے کی نہ ہدایت ہے نہ اجازت۔ آپ اپنی مرضی سے بہ اجازت عدالت اگر پوچھنا چاہیں تو آپ کو اختیار ہے"۔ ڈگلس صاحب نے اجازت تو نہ دی لیکن ان کو یہ دلچسپی ضرور ہوئی کہ یہ کیا بات ہے۔ انہوں نے ریڈر غلام حیدر صاحب سے عدالت برخاست کرنے کے بعد پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ انہوں نے جناب شیخ رحمت اللہ صاحب کے ذریعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کرایا تو غلام حیدر صاحب لکھتے ہیں کہ حضور نے نہایت افسوس کے ساتھ فرمایا "مولوی محمد حسین صاحب کے والد کا ایک خط ہمارے قبضہ میں ہے جس میں کچھ نکاح کے حالات ہیں اور مولوی محمد حسین صاحب کی بدسلوکیوں کے قصے ہیں جو نہایت قابل اعتراض ہیں۔ ہم ہر گز نہیں چاہتے کہ اس قصہ کا ذکر مسل پر لایا جائے یا ڈپٹی کمشنر صاحب اس سے متاثر ہو کر کوئی رائے قائم کریں"۔

پھر غلام حیدر صاحب نے لنچ والے کمرہ میں جا کر کیپٹن ڈگلس کو سارا ماجرا کہہ سنایا۔ اس وقت ڈاکٹر پادری ہنری مارٹن کلارک بھی موجود تھے۔ پادری صاحب تو بہت ہنسے۔ ڈگلس صاحب نے کہا یہ امر تو ہمارے اختیار میں ہے کہ ہم اس ماجرے کو قلمبند نہ کریں مگر یہ بات ہمارے اختیار سے باہر ہے کہ ہمارے دل پر اثر نہ ہو۔

(ڈاکٹر بشارت احمد، مجدد اعظم صفحہ ۵۴۱ تا ۵۴۴)

ایک بات یہ بھی ظاہر ہے کہ پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کو حکومت میں اتنا اثر حاصل تھا کہ ڈپٹی کمشنر بھی باوجود ان کے فریق مقدمہ ہونے کے ان کو اپنے ساتھ لنچ کرنے سے انکار نہ کر سکے۔ پھر کیوں نہ ان کو زعم ہوتا کہ وہ اقدام قتل کی جھوٹی سازش کریں تب بھی مقدمہ میں وہ کامیاب ہونگے۔

حقیقت کا اظہار

مقدمہ کی کارروائی کے بعد ڈپٹی کمشنر ڈگلس بہت پریشان تھے۔ ان کی پریشانی اتنی عیاں تھی کہ ان کے ریڈر غلام حیدر صاحب نے پوچھ ہی لیا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ اتنے پریشان ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مرزا صاحب اپنی شکل سے معصوم نظر آتے ہیں۔ ایسا شخص ایسے جرم کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔ عبدالحمید کا بیان جگہ جگہ بدلا ہوا ہے۔ امر تسر میں اور پھر یہاں بھی اس نے کئی بیان دیے ان میں فرق ہے لیکن ہر بیان میں وہ کہتا ہے کہ مرزا صاحب نے اسے پادری ہنری کلارک کو قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ اس پر ریڈر صاحب نے کہا کہ عجیب بات ہے کہ وہ قتل کے ارادے سے پادری صاحب کے پاس جانے کا اقراری ہے پھر بھی انہی کے پاس رہ رہا ہے اس کو تو پولیس کی کسٹوڈی میں ہونا چاہئے۔ یہ بات ڈگلس صاحب کی سمجھ میں آگئی۔ جب عبدالحمید نے اپنا پہلا بیان ڈگلس صاحب کی عدالت میں قلمبند کروایا تو آخر میں کہا کہ "اس کو جان کا خطرہ ہے"۔ ڈاکٹر صاحب نے اس پر کہا کہ وہ اپنی حفاظت میں رکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ مسل پر ڈگلس صاحب نے لکھا "گواہ کو اجازت ڈاکٹر صاحب کے پاس رہنے کی دی گئی"۔ (کتاب البریہ صفحہ ۲۱۱)۔

اب ڈگلس صاحب ان کی چال سمجھ گئے فوراً ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس (DSP) لی مارچنڈ کو بلایا اور سارا قصہ سنا کر مشورہ کیا۔ انہوں نے کہا آپ اپنا پہلا حکم عارضی طور پر منسوخ کر دیں اور لڑکے کو ہمیں اپنے پاس لانے دیں۔ اگر ضرورت ہوئی تو پھر ہم آپ سے ریمانڈ لے لیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اب عبدالحمید پولیس کے پاس لایا گیا۔ مگر ڈی ایس پی اس وقت مصروف تھے انہوں نے انسپکٹر جلال الدین سے کہا کہ اس سے پوچھ گچھ کرو۔ ان کو تو وہ دو گھنٹہ تک وہی پرانی بات دہراتا رہا آخر انہوں نے ڈی ایس پی سے کہا کہ یہ کچھ اور نہیں بتاتا وہی پرانی کہانی سناتا ہے۔ اگر کہیں تو اس کو واپس چھوڑ آئیں۔ اب ڈی ایس پی لی مارچنڈ فارغ تھے۔ انہوں نے کہا اس کو میرے پاس لاؤ۔ ان کو بھی دو صفحے پرانا قصہ لکھواتا رہا۔ اس پر انہوں نے کہا دیکھو یہ بات تو پہلے سنا چکے ہو۔ تمہارے پہلے بیانات میں اختلافات ہیں۔ اگر اصل مجرم نہ پکڑا گیا تب بھی تم تو اقراری ہو کہ قتل کی نیت سے ڈاکٹر پادری صاحب کے پاس گئے تم کو سزا ہو جائے گی۔ بہتر ہے حقیقت بتا دو۔ اس پر وہ روتے ہوئے ان کے قدموں میں گر پڑا اور کہا صاحب مجھ کو بچالو۔ اصل میں تو میں مسلمان پیدا ہوا ہوں۔ کئی مذہب بدلے پھر دوبارہ مسلمان ہوا۔ اور اس کے بعد قادیان گیا وہاں مرزا صاحب نے میری بیعت قبول نہ کی اس لئے اب پھر عیسائی ہونے کے لئے پہلے امر تسر میں امریکی مشن گیا۔ وہاں پادری گرے صاحب نے مجھ کو قابل اعتبار نہ سمجھا اور اپنے ماتحت پادری نور دین کے سپرد کیا کہ اپنے خرچ پر ہم سے عیسائیت کی تعلیم لے تو رکھ لو ورنہ چلتا کرو۔ انہوں نے مجھ کو پادری ہنری مارٹن کلارک کے پاس بھیج دیا کہ وہ تم کو مفت رکھیں گے، کھانا کپڑا دیں گے اور دوسرے اخراجات کے لئے بھی مدد کریں گے۔ میں ان کے پاس گیا اور کہا کہ عیسائی ہونا چاہتا ہوں۔ قادیان سے آیا ہوں۔ انہوں نے فوراً اپنے شفاخانہ میں کام کرنے کے لئے مجھ کو پادری عبدالرحیم کے سپرد کیا۔ یہاں عبدالرحیم نے مجھ کو ورغلایا اور کہا کہ تم یہاں قتل کرنے آئے ہو اور مجھ کو ڈاکٹر پادری ہنری مارٹن کلارک کے پاس لے گیا۔ وہ میرے ساتھ ہنسی مذاق کرتے رہے اور فوٹو کھینچ لیا اور پھر بیاس بھیج دیا۔ ہاں پادری عبدالرحیم، وارث دین اور پریم داس نے مجھے بہلایا پھسلایا۔ جب میں قتل کے ارادہ سے آنے کا بیان دینے پر راضی نہ ہوا تو انہوں نے ڈرایا کہ اب تو تمہارا فوٹو بھی لے لیا ہے کہاں بھاگ کر جاؤ گے۔ پولیس فوٹو کی مدد سے پھر گرفتار کر لے گی۔ اگر تم ابھی بیان دے دو کہ تم کو مرزا صاحب نے ڈاکٹر پادری صاحب کو مارنے کے لئے بھیجا ہے تو چونکہ ڈاکٹر صاحب کا حکومت میں بڑا اثر و رسوخ ہے وہ تم کو بچالیں گے اور اصل مجرم مرزا صاحب قرار پائیں گے۔ تم عیش سے ہمارے ساتھ رہنا۔

وہ تو تھا ہی لالچی وہ راضی ہو گیا۔ اس کے راضی ہونے پر جلدبازی سے کام لیتے ہوئے اس کو امر تسر میں ڈپٹی کمشنر اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مارٹینو کے سامنے پیش کیا گیا اور مقدمہ درج کر کے مرزا صاحب کے وارنٹ گرفتاری جاری

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

بعض صحابہؓ کرام کاذکرِ خیر

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۲ر جولائی ۹۷ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اصحاب کی سیرۃ کے بارے میں ایک مضمون ماہنامہ "تحریک جدید" کی ایک پرانی اشاعت سے منقول ہے۔

☆ حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ موضع تھہ غلام نبی گورداسپور کے باشندے تھے جو قادیان سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ آپؓ کا رنگ گندم گوں، جسم دبلا پتلا، قد میانہ تھا۔ داڑھی گھنی نہ تھی۔ بشرہ پر متانت کے ساتھ تعلق باللہ کے آثار نمایاں تھے۔ آپؓ کے والدین بھی اصحابِ احمدؑ میں شامل تھے۔ آپؓ کو اس بات پر فخر تھا کہ آپؓ اس وقت سے احمدی ہیں جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ابھی دنیا کی نظروں سے پوشیدہ تھے۔

حضور علیہ السلام کا کوئی سفر ایسا نہ تھا کہ حضرت حافظ صاحبؓ قادیان میں موجود ہوں اور سفر میں شامل نہ ہوں بلکہ سفر کا انتظام آپؓ ہی کے سپرد ہوتا تھا۔ حضورؑ جب شادی کیلئے دہلی تشریف لے گئے تو باراتیوں میں آپؓ بھی شامل تھے اور تمام انتظامات آپؓ کے ہی سپرد تھے۔ جب حضورؑ چلہ کشی کیلئے ہوشیار پور تشریف لے گئے تو آپؓ بھی ہمراہ تھے۔ آپؓ کے نزدیک حضورؑ کی صداقت کی دلیل خود حضورِ اقدسؑ کی ذات تھی۔ آپؓ حضورؑ کے جاں نثار خادم تھے۔ حضورؑ نے آپؓ کی تعریف میں فرمایا تھا: "جیسی خدمت شیخ حامد علی نے کی ہے وہ میری خدمت کسی دوسرے نے نہیں کی اور یہ میرے ساتھ ہمیشہ رہا ہے۔ جنت میں بھی میرے ساتھ اسی طرح ہوگا"۔

☆ حضرت چودھری نصر اللہ خانصاحبؓ کا تعلق ڈسکہ ضلع سیالکوٹ سے تھا۔ وکالت کا امتحان پاس کرنے سے پہلے ڈسکہ میں بطور مختار پریکٹس کرتے تھے اور امتحان پاس کرنے کے بعد سیالکوٹ میں وکالت کی پریکٹس شروع کی۔ آپ نہایت قابل وکیل اور میونسپلٹی کے نائب صدر بھی تھے۔ ۱۹۰۴ء میں جب ابھی احمدی نہیں تھے تو کرم دین والے مقدمہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے بطور وکیل صفائی پیش ہوئے۔ پھر جلد ہی بیعت کی توفیق پائی اور میونسپلٹی سے بھی استعفیٰ دے دیا تاکہ خدمت دین کیلئے زیادہ وقت میسر آسکے۔ ۱۹۱۴ء میں آپؓ کو مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ کا رکن مقرر کیا گیا۔ آپؓ نے مشیر قانونی اور افسر بہشتی مقبرہ کے علاوہ صدر مجلس معتمدین اور ناظر اعلیٰ کے طور پر بھی خدمات کی توفیق پائی۔ آپؓ یہ دینی خدمات بلا معاوضہ بجالاتے تھے لیکن اس کے باوجود کام کو نہایت ذمہ داری اور انہماک سے انجام دیتے تھے۔ آپؓ نہایت کم گو اور خشوع و خضوع سے عبادات بجالانے والے تھے۔ ۲ر ستمبر ۱۹۲۶ء کو آپؓ کی وفات ہوئی۔

☆ حضرت نواب محمد عبداللہ خانصاحبؓ ابن حضرت نواب محمد علی خانصاحبؓ آف مالیر کوٹلہ یکم جنوری ۱۸۹۶ء کو پیدا ہوئے۔ ابھی ۳ برس کے نہیں ہوئے تھے کہ آپکی والدہ وفات پاگئیں۔ چھ سال کی عمر میں اپنے والد محترم کے ہمراہ قادیان آگئے اور پھر قریباً ساڑھے چھ سال تک آپؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کے قرب میں رہنے کا موقعہ میسر رہا۔ رجحان بچپن سے ہی مذہبی تھا۔ جب آپؓ میٹرک پاس کر کے مزید تعلیم کیلئے لاہور گئے تو احمدیہ ہاسٹل لاہور کا قیام آپکی ہی توجہ اور کوششوں سے عمل میں آیا۔ آپؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کی دامادی کا شرف حاصل تھا۔

حضرت نواب صاحبؓ نے قادیان سے ہجرت کے نامساعد حالات میں بطور ناظر اعلیٰ خدمات انجام دینے کی توفیق پائی۔ آپؓ اللہ تعالیٰ کے نہایت شکر گزار بندے تھے۔ مہمان نواز، غریب نواز اور سادہ انسان تھے۔ آپؓ کی وفات ۱۸ر ستمبر ۶۱ء کو ۶۶ سال کی عمر میں لاہور میں ہوئی۔

☆ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کا نسبتی بھائی ہونے کا فخر حاصل ہے۔ آپؓ ۱۸ر جولائی ۱۸۸۱ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۰ء میں F.Sc کے امتحان میں وظیفہ لیا اور میڈیکل کالج میں داخل ہوئے۔ آپؓ کے بارے میں حضورؑ کو الہاماً بتایا گیا "اسسٹنٹ سرجن"۔ آپؓ نے میڈیکل کے فائنل امتحان میں پنجاب بھر میں اول پوزیشن حاصل کی۔ پہلے دہلی میں ملازمت شروع کی اور ۱۹۰۷ء میں میو ہسپتال لاہور اور اسکے بعد کئی دیگر شہروں میں متعین رہے۔ آپؓ نے ایک مکان دار العلوم قادیان میں بنوایا جس میں ریٹائرڈ ہونے کے بعد آپؓ کا قیام رہا۔ ایک اندرونِ شہر مکان تھا جو آپؓ نے سلسلہ کیلئے وقف کر دیا تھا۔ آپؓ کو حضرت اقدسؑ سے عشق تھا اور حضورؑ کو بھی آپؓ سے بہت تعلق تھا چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے آپؓ کے لئے حضرت اقدسؑ کے "منظورِ نظر" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ ۱۹۰۶ء میں جب صدر انجمن احمدیہ کا قیام عمل میں آیا تو آپؓ کو بھی حضرت اقدسؑ نے ممبر مقرر کیا۔ ۲۴ء میں جب حضرت مصلح موعودؓ نے لندن کا سفر اختیار فرمایا تو حضرت میر صاحبؓ کو ناظر اعلیٰ مقرر فرمایا۔

حضرت میر صاحبؓ نہ صرف ایک ماہر سرجن اور ہمدرد ڈاکٹر تھے بلکہ دینی علوم پر بھی آپؓ کی گہری نظر تھی۔ صاحبِ رؤیا و کشوف تھے۔ آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی وفات کے بارے میں پہلے سے بتادیا تھا کہ آپؓ کی وفات ۶۶ سال کی عمر میں ماہ جولائی میں جمعہ کے دن ہوگی۔ چنانچہ ۱۸ر جولائی ۴۷ء کو بروز جمعہ آپؓ کی وفات ہوئی۔

☆ حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے برادر نسبتی تھے۔ ۱۸۹۰ء میں لدھیانہ میں پیدا ہوئے جہاں حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ ملازم تھے۔ ۱۹۱۰ء میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کرنے کے بعد بطور مدرس مدرسہ احمدیہ، استاذ الجامعہ، قاضی سلسلہ، ناظر اصلاح و ارشاد، ناظر مال، ناظر ضیافت، ممبر صدر انجمن احمدیہ، صدر مجلس ارشاد اور افسر جلسہ سالانہ خدمات انجام دینے کی توفیق پائی۔ آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ درجہ کی انتظامی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ آپؓ نہایت محنتی اور وقت کے پابند انسان تھے۔ قادر الکلام مقرر تھے اور طرز تحریر بھی بہت مؤثر اور دلنشیں تھا۔ اہم موضوعات پر آپؓ کی قریباً ۲۰ تصانیف شائع شدہ ہیں۔ لباس نہایت سادہ ہوتا لیکن چہرہ بارعب اور چال باوقار تھی۔ ۱۷ر مارچ ۴۴ء کو آپؓ کی وفات ہوئی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آپؓ کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے فرمایا "میر محمد اسحاق صاحب خدمات سلسلہ کے لحاظ سے غیر معمولی وجود تھے۔ در حقیقت میرے بعد علمی لحاظ سے جماعت کا فکر اگر کسی کو تھا تو ان کو...... نظر آرہا ہے کہ اس نقصان کو پر کرنا آسان نہیں۔"

-......☆......☆......☆......-

اسکندریہ کا کتب خانہ

روایت ہے کہ سکندر اعظم کا مصر میں ایک نجات دہندہ کی حیثیت سے استقبال کیا گیا اور اس نے بھی وہاں کے عوام کے رسم و رواج کا بڑا احترام کیا۔ اس کا ایک دور رس فیصلہ بحیرہ روم کے کنارے پر اسکندریہ شہر کا قیام تھا۔ جگہ کا انتخاب سکندر نے خود کیا اور خود ہی شہر کی حدود مقرر کیں اور شہر کی تعمیر مشہور ماہر تعمیرات ڈینو کریٹس کے نقشے کے مطابق ۳۲۲ ق-م میں شروع ہوئی۔ اپنے جغرافیائی محل وقوع اور بہترین منصوبہ بندی کی وجہ سے اسکندریہ عہد قدیم کی آبی گزرگاہوں کا ایک اہم تجارتی مرکز بن گیا۔ ۶۴۱ء میں یہ شہر عربوں کے قبضہ میں آگیا۔

اسکندریہ کی ایک خصوصیت اس وقت پیدا ہوئی جب بطلیموس اول نے دنیائے قدیم کے سات عجائبات میں شامل روشنی کے مینار کی تعمیر کا حکم دیا۔ اسی کے عہد میں کتب خانہ اسکندریہ کے منصوبے کا آغاز بھی ہوا جو اس کے بیٹے بطلیموس دوم کے عہد میں مکمل ہوا۔ یہ کتب خانہ ایتھنز میں واقع ارسطو کے کتب خانہ کے مطابق تعمیر کیا گیا تھا۔ جلد ہی اس کتب خانہ نے عالمی کتب خانہ کی حیثیت اختیار کرلی۔ مختلف زبانوں میں کتب حاصل کر کے ان کی نقول تیار کروا کے اس کتب خانہ کی زینت بنائی گئیں۔ یہاں جمع ہونے والی تحریرات کا صحیح علم تو نہیں ہے تاہم اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہاں ۷۲ یہودی علماء کو عہد نامہ عتیق کا یونانی ترجمہ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ یہاں بائبل اور بدھ مت کی کتب کا ترجمہ بھی ہوتا تھا۔ مشہور سکالر کیلی کس (متوفی ۲۴۰ ق م) نے اس کتب خانہ کا مکمل کیٹیلاگ تیار کرنے کا کام انجام دیا۔

اسکندریہ کا یہ کتب خانہ ایک بہت بڑے ادارے "موزیوں" یعنی موزیم کا حصہ تھا جو ایک تحقیقاتی ادارہ تھا اور اس ادارہ کے زیر اہتمام رسدگاہ، چڑیا گھر، باغِ نباتات اور علمی جلسوں کیلئے کمرے بھی تیار کئے گئے تھے۔ یہاں کی قابلِ ذکر شخصیات میں ہیرو فیلس بھی شامل تھا جس نے علم الاعضاء کے اصول متعین کئے۔ اس کے علاوہ جیومیٹری کا موجد اقلیدس، زمین کے محیط کا حساب دان ایراتو تھینز، کلاسیکل یونانی گرائمر کا مرتب ایرسٹارکس، جیومیٹری اور میکانیات کی کتب کا مصنف ڈوانی سٹیس تھرکس، سروے کے آلہ بحریہ کا موجد ہیرو، نقشہ نویسی کا بانی اور علمِ فلکیات کا ماہر کلاڈیئیس بطلیموس بھی اس ادارہ سے منسلک تھے۔

مختلف زمانوں میں اسکندریہ کا کتب خانہ تباہ ہوتا رہا اور آخر بالکل نابود ہوگیا۔ اب حکومت مصر اور جامعہ اسکندریہ نے اقوامِ متحدہ کے تعاون سے اس مشہور کتب خانہ کی تجدید کا بیڑا اٹھایا ہے۔ ...... یہ معلوماتی مضمون روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۷ر جولائی ۹۷ء میں ہفت روزہ "لاہور" کے ایک شمارے سے منقول ہے۔

-......☆......☆......☆......-

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۷ر جولائی میں شاملِ اشاعت مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کی ایک نظم میں سے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

اگرچہ زیست کا ہر لمحہ ہے زیانِ حیات
مگر یہ دل ہے کہ پھر بھی ہے نغمہ خوانِ حیات
مریضِ جاں بلب کو کبھی نویدِ بقا
پیامِ مرگ کبھی عین درمیانِ حیات
تھی ابتدا وہی اور انتہا وہی لیکن
ہر ایک شخص کی اپنی تھی داستانِ حیات

-......☆......☆......☆......-

درخواست برائے ہومیو پیتھک کلینک

جماعت احمدیہ غانا کے ماہنامہ "گائیڈنس" جون ۹۷ء کے مطابق ایشیایمن کے علاقہ کے عوام نے احمدیہ مسلم مشن سے درخواست کی ہے کہ انکے علاقہ میں ہومیو پیتھک کلینک قائم کیا جائے۔ یہ درخواست یک روزہ 'فری ہومیو پیتھک کیمپ' کے بعد کی گئی جو مکرم ڈاکٹر محمد ظفر اللہ صاحب اور ان کی اہلیہ مکرمہ ڈاکٹر مبشرہ نسیم صاحبہ نے مقامی جماعت اور محکمہ صحت کے تعاون سے لگایا تھا۔ ☆☆☆

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SCHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر،

پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ

ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH. IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX & TEL:04504-202

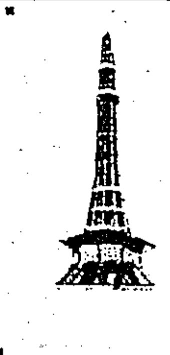

Earlsfield Properties

Landlords & Landladies

Guaranteed rent

Your properties are urgently required.

Tel : 0181-265-6000

Muslim Television Ahmadiyya International

Programme Schedule for Transmission

26/9/97 - 2/10/97

Please Note that programme and timings may Change without prior notice; Details of Programmes are Announced After Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone or fax +44 181 874 8344

Friday 26th September 1997 — *23 Jamadi Al Awwal*

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner : Yassarnal Quran
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 Quiz Prog - History of Ahmadiyyat (Part) 14(R)
02.30 Huzur's Reply To Allegations - Session 35 (22.6.94)(Part 2) (R)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Dutch (R)
05.00 Homoeopathy Class with Huzur(R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner : Yassarnal Quran
07.00 Pushto Programme
08.00 Bazm-e-Moshaira: Obaidullah Aleem kay saath aik shaam - Part 1 - Rec 19.4.97
09.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00 Urdu Class
11.00 Computers For Everyone -Part 26
12.05 Tilawat, News
12.30 Darood Shareef and Nazm
13.00 Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV
14.00 Bengali Programme
15.00 Mulaqat With Huzoor
16.00 Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00 Friday Sermon By Huzoor (R)
18.05 Tilawat, Hadith
18.35 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor
19.00 German Service: 1)Ihre Fragen 2) Willkommen in Deutschland - Dinosaurierfreilicht Museum
20.00 Urdu Class
21.00 Medical Matters :Gum & Teeth Problems - Part 3
21.30 Friday Sermon by Huzoor (R)
22.45 Mulaqat With Huzoor

Saturday 27th September 1997 — *24 Jamadi Al Awwal*

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 MTA USA Production: Response To Phil Arms, A Christian Priest By: M.A. Cheema - Part 20
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Computers For Everyone -Part 26
05.00 Mulaqat With Huzoor
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
07.00 Saraiki Programme
08.00 Medical Matters :Gum & Teeth Problems - Part 3
09.00 Liqaa Ma'al Arab
10.00 Urdu Class
11.00 Speech :'Daagh ki Zaaban aur andaaz biyaan'
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Chinese
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Children's Class
16.00 Liqaa Ma'al Arab
17.00 Arabic Programme
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner: Nasirat Sport
19.00 German Service: 1)International Volleyball Turnier 97 2) Der Diskussionskreis (Toleranz und vorurteile uber Islam) 4. Nazam
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Question & Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 16.2.84 - NasirAbad, Sindh
22.30 Children's Class (R)
23.30 Learning Chinese

Sunday 28th September 1997 — *25 Jamadi Al Awwal*

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner :Nasirat Sports
01.00 Liqaa Ma'al Arab
02.00 Canadian Desk - 'Tech Talk'
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Chinese
05.00 Children's Class -(R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner: Nasirat Sports
07.00 Friday Sermon By Huzoor -
08.00 Question & Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 16.2.84, NasirAbad, Sindh (R)
09.00 Liqaa Ma'al Arab -(R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Around The Globe
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Chinese
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Huzoor's Mulaqat with English speaking friends
16.00 Liqaa Maal Arab
17.00 Albanian Programme - 'Hyrje Ne Islam' - Introduction to Islam - Part 3
18.05 Tilawat ,Hadith
18.35 Children's Corner - Quiz - Waqfeen-e-Nau, Dar-un-Nasr
19.00 German Service: 1) Physik "Berechtigung der Geschwindigkeit III" 3) Ein Treff in Koln
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Bait Bazi : Sargodha VS Faisalabad
21.30 Dars-ul-Quran (No. 15) (1996) By Huzoor- Fazl Mosque , London
23.30 Learning Chinese

Monday 29th September 1997 — *19 Jamadi Al Awwal*

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner: Quiz- Waqfeen-e-Nau, Dar-un-Nasr
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 Around The Globe
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Chinese (R)
05.00 Huzoor's Mulaqat With English Speaking friends(R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner: Quiz -Waqfeen-e-Nau
07.00 Dars-ul-Quran (No. 15) (1996) By Huzoor, Fazl Mosque, London (R)
08.30 Bait Bazi : Sargodha VS Faisalabad
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Sports - Marathon Walk - April'96 - organised by Khuddam-ul-Ahmadiyya
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Norwegian
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Homoeopathy Class With Huzoor
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Turkish Programme
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor
19.00 German Service: 1)Begegnung mit Hazoor 2)Mach Mit (Faluda)
20.00 Urdu Class
21.00 Islamic Teachings-Rohani Khazaine
22.00 Homoeopathy Class With Huzoor
23.00 Learning Norwegian

Tuesday 30th September 1997 — *20 Jamadi Al Awwal*

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02:00 Sports: Marathon Walk - April'96
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Norwegian (R)
05.00 Homoeopathy Class With Huzoor
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
07.00 Pushto Programme
08.00 Islamic Teachings - Rohani Khazaine
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Medical Matters
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning French
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Tarjumatul Quran Class (N)
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Norwegian Programme
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner :Yassarnal Quran
19.00 German Service: 1)Mathematik "Algebra I" 2)Der weg zum Islam - Presen.by Hamburg Region
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Around The Globe - Hamari Kaenat
22.00 Tarjumatul Quran Class (R)
23.00 Learning French
23.30 Hikayat-e-Shereen (N)

Wednesday 1st October 1997 — *28 Jamadi Al Awwal*

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner :Yassarnal Quran
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 Medical Matters (R)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning French
05.00 Tarjumatul Quran Class (R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner: Yassarnal Quran
07.00 Quiz Programme :Seerat Hadhrat Khalifatul Masih IV - Nasirat-ul-Ahmadiyya Noshaira VS Shahtaj - Part 3
07.30 Speech
08.30 Around The Globe -Hamari Kaenat
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Seerat Sahaba Hadhrat Masih-i-Maud (A.S)
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Arabic
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
14.45 Tarjumatul Quran Class (R)
16.00 Liqaa Ma'al Arab
17.00 French Programme
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor
19.00 German Service: Lajna Ijtema 97 "Sport I" 2) IQ
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Al Maidah : Stew & Nargis-e-Kofte
21.45 Tarjumatul Quran Class (R)
23.00 Learning Turkish
23.30 Arabic Programme

Thursday 2nd October 1997 — *29 Jamadi Al Awwal*

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 Canadian Horizon
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Turkish (R)
04.30 Arabic Prog. - Qaseedah/Nazm
04.45 Tarjumatul Quran Class (R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor(R)
07.00 Sindhi Prog. -Translation of Friday Sermon By Huzoor - 19.1.96
08.00 Quiz Prog: History of Ahmadiyyat - Part 15
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Al Maidah: Stew & Nargis -e-Kofte
11.30 Huzur's Reply To Allegations - Session 36 (13.7.94) - Part 1
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Dutch
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Homoeopathy Class With Huzoor
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Russian Programme
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner : Yassarnal Quran
19.00 German Service: 1)Nasirat Grips 2) MTA Variete " krankenhaus III"
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Bazm-e-Moshaira - Obaidullah Aleem kay saath aik shaam - Part2 - 19.4.97
20.00 Homoeopathy Class With Huzoor
23.00 Learning Dutch

Some Highlights

Programmes With Huzoor

Everyday :
Liqaa Ma'al Arab & Urdu Class
Monday & Thursday :
Homoeopathy Class
Tuesday & Wednesday :
Tarjumatul Quran Class
Friday :
Friday Sermon
Mulaqat with French/Urdu Speaking Guests
Saturday :
Children's Class
Question & Answer Session
Sunday :
Mulaqat with English Speaking Guests
Dars-ul-Quran

Programmes in Different Languages

Everyday	German, Bengali & Indonesian
Sunday	Albanian
Monday	Turkish
Tuesday	Norwegian
Wednesday	French/Swahili
Thursday	Russian / Bosnian

Other Regular Features

Monday	
MTA Sports at	11.00
Rohani Khazaine at	21.00
Tuesday	
Medical Matters at	11.00
Hamari Kaenat at	21.00
Hikayat -e-Shereen at	23.30
Wednesday :	
Al-Maidah at	21.00
Thursday :	
Canadian Horizon at	02.00
Bazm-e-Moshaira at	21.00
Friday :	
Computers For Everyone at	04.00
Medical Matters at	20.30
Saturday :	
MTA USA Productions at	02.00
Sunday :	
Canadian Desk at	02.00
Bait Bazi at	21.30

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (0181) 870 8517

Fax: (0181) 870 1095

Vol. 4 Friday, September 26, 1997 No. 39

بقیہ: مقدمہ پادری مارٹن کلارک ازصفحہ ۱۳

کر دیئے۔ عبدالحمید نے مزید کہا کہ اس کے بعد ان لوگوں نے رام بھجدت وکیل کو لاہور سے بلایا اور میرا وہ بیان تیار کیا گیا جو بٹالہ میں پہلی بار دیا۔ اس میں مجھ کو بتایا گیا کہ مرزا صاحب کا مرید قطب الدین امرتسر میں ہے تم کہنا کہ مرزا صاحب نے اس کے پاس چھپنے کے لئے کہا تھا۔ رام بھجدت نے کہا تم پرندے نہیں ہو کہ اڑ کر پہنچ جاؤ قطب الدین کے گھر کا راستہ تم کو معلوم ہونا چاہئے۔ چنانچہ بٹالہ میں میرے ہاتھ پر قطب الدین کا نام پتہ اور اس کے نشانات بنائے گئے۔ ہر روز مجھ کو نئے سے نیا بیان سکھایا جاتا۔ چنانچہ یہاں بتایا کہ میں کہوں کہ مرزا صاحب نے گھر میں ایک کمرہ میں لے جاکر ہنری کو قتل کرنے کو کہا اور کہا کہ اب تم قادیان مولوی نورالدین کو خط لکھ دو کہ تم امرتسر میں ہو اور اب تم عیسائی ہو رہے ہو۔ اور انہوں نے مجھے بتایا کہ میں کہوں کہ میں نے اپنا ارادہ اس لئے بدلا کہ میرا وہاں قادیان میں جھگڑا ہو گیا اور میں مرزا صاحب کو گالیاں دے کر آ گیا۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ دو آدمیوں سے تکرار ضرور ہوئی تھی۔ میں نے مرزا صاحب کو گالیاں نہیں دی تھیں۔ یہ سب بیان انہوں نے مجھ سے دلوائے۔ انہوں نے بٹالہ میں میرے بیان میں یہ بھی اضافہ کیا کہ میں اندر گھر میں جاکر مرزا صاحب کو دبایا کرتا تھا۔ حالانکہ میں کبھی ان کے مکان میں نہیں گیا۔ صرف ایک بار مسجد میں ان کو دیکھا تھا۔ انہوں نے مجھے ڈاکٹر پادری ہنری مارٹن کلارک کو قتل کرنے کے لئے نہیں کہا۔

چونکہ عبدالحمید نے امریکن مشن جانے کا ذکر کیا تھا اس لئے لی مارچنڈ، ڈی ایس پی نے پادری گرے سے تحریری بیان لے کر عدالت میں پیش کر دیا جس میں پادری گرے نے یہ تسلیم کیا کہ وہ یعنی عبدالحمید ان کے پاس آیا تھا۔ اور عیسائی ہونے کو کہتا تھا۔ میں نے کہا پہلے میں اس کو عیسائیت کی تعلیم دلواؤں گا چاہے وہ روزانہ آئے یا ہفتہ میں ایک دو دن۔ لیکن اس نے دریافت کیا کہ گزارہ کی کیا صورت ہو گی۔ اس پر میں نے کہا میں ایک پیسہ بھی گزارہ کے لئے نہیں دونگا۔ اس بات سے ان کو خیال ہوا کہ وہ ایک نکما اور مفتری آدمی ہے جو ان سے روپیہ یا خوراک کا گزارہ چاہتا ہے۔ ڈی ایس پی لی مارچنڈ نے عبدالحمید کا ریمانڈ لے کر اس کو پولیس کی نگرانی میں آئندہ سماعت کو گورداسپور میں پیش کیا۔ اسی طرح پادری نورالدین نے ۲۲ر اگست کو عدالت میں یہ بیان دیا کہ گرے صاحب نے عبدالحمید کو عیسائیت کی تعلیم دینے کے لئے ان کے پاس بھیجا لیکن چونکہ ہمارے ہاں اس کو روٹی کپڑا نہیں ملتا تھا عبدالحمید نے پھر دوسرے مشنوں کے بارے میں پوچھا تھا۔ پادری نورالدین نے کہا کہ شاید ڈاکٹر کلارک صاحب کے مشن کا ذکر بھی ہوا۔ مگر ڈاکٹر صاحب کا صریح ذکر نہیں ہوا تھا۔ مجھ سے اس نے یہ نہیں کہا تھا کہ وہ مرزا صاحب کی طرف سے آیا ہے مگر کہا کہ وہ مرزا صاحب کا شاگرد ہے۔ اپنے پہلے ہندو ہونے کا ذکر بھی کیا تھا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے پادری نورالدین محتاط بیان دے رہے تھے یہ اقراری ہیں کہ عبدالحمید نے دوسرے مشنوں کے بارے میں پوچھا۔ یہ بھی مانتے ہیں کہ ڈاکٹر کلارک کے مشن کا ذکر ہوا پھر ایک دم وہ خود پادری ہوتے ہوئے ڈاکٹر کلارک کا صریح ذکر ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ ایک طرف کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی طرف سے آنے کا ذکر نہیں کیا پھر کہتے ہیں کہ اس نے کہا کہ وہ مرزا صاحب کا شاگرد ہے۔ گویا سچی بات بھی ان کو معلوم ہے۔ لیکن سچ کو چھپانا بھی چاہتے ہیں۔ لیکن یہ ثابت ہے کہ دونوں امریکن مشن سے متعلق پادری صاحبان اس کو ایک مفتری اور نکما سمجھتے تھے جو پیسے اور گزارہ کے لئے ان کے پاس گیا تھا بلکہ حضرت یعقوب علی عرفانی رضی اللہ عنہ ایڈیٹر الحکم نے اپنے صحافتی ذرائع سے معلوم کیا کہ نورالدین نے اس کو ہنری کا تحفہ کہہ کر انگلیکن مشن میں بھیجا تھا۔ (حیات احمد مصنفہ عرفانی صاحب)

فیصلہ

اب کیپٹن ڈگلس ڈپٹی کمشنر اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے لئے کسی نتیجہ پر پہنچنا آسان ہو گیا۔ چنانچہ ۲۳ر اگست ۱۸۹۷ء کو فیصلہ لکھا: "جہاں تک ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ سے تعلق ہے ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ غلام احمد سے حفظ امن کے لئے ضمانت لی جائے یا یہ کہ مقدمہ پولیس کے سپرد کیا جائے۔ لہٰذا وہ بری کئے جاتے ہیں"۔

(کتاب البریہ روحانی خزائن ایڈیشن ۱۹۸۴ء جلد ۱۳ صفحہ ۳۰۰-۳۰۱)

انہوں نے اپنے فیصلے کی مندرجہ ذیل وجوہات لکھیں:

۱۔ خود عبدالحمید ایسی جانبازی اور ذمہ داری کے کام کے لائق نہیں وہ...... ایک کمزور دل کا نوجوان ہے......

۲۔ یہ تسلیم کیا گیا کہ غلام احمد نے صرف اس کو قریب دو ہفتے کے دیکھا۔ بڑے سے بڑا وقت یہی ہے۔ وہ ایسے تھوڑے عرصہ میں کافی طور سے ایسی واقفیت پیدا نہیں کر سکتے تھے کہ ایسے نازک کام کے لئے اس پر بھروسہ کرتے۔ نہ یہ بات ہے کہ وہ اس پر کوئی بڑا اثر پیدا کر سکے ہوں۔

۳۔ جس طریق سے عبدالحمید نے اس کام کو بیان کیا ہے اس کی تدبیر بھی بالکل بھونڈی اور احمقانہ معلوم ہوئی ہے۔ یہ امر قرین قیاس نہیں ہے کہ عبدالحمید کو اس بات کے کہنے کی تعلیم دی گئی ہو کہ وہ بٹالہ کا ایک ہندو تھا۔ اور یہ ایسا بیان ہے جس کی تکذیب ڈاکٹر کلارک دو ایک گھنٹے میں کر سکتا۔ غلام احمد کے ۲۵ر جولائی کے اس اقبال کے بعد کہ وہ نوجوان قادیان میں آیا تھا۔ اگر ڈاکٹر کلارک پر کوئی حادثہ پڑتا تو یہ یقینی امر تھا کہ مرزا صاحب کے خلاف اس کی جان کے بدلے میں کوئی عدالتی کارروائی کی جاتی۔ اور اس امر کی نسبت خود مرزا صاحب بھی قبل از وقت پیش بینی کر سکتے تھے۔ یہ بات کسی طرح بھی باور نہیں ہو سکتی کہ مرزا صاحب نے اپنے آپ کو ایسے خطرہ میں ڈالا ہو۔

۴۔ یہ ثابت ہے کہ وہ نوجوان اول ڈاکٹر گرے کے پاس امرتسر میں گیا اور اگر وہ اس کو کھانے پینے اور مکان کا وعدہ کرتے تو وہ اس کے پاس رہتا۔ اگر فی الاصل ڈاکٹر کلارک کے پاس بھیجا گیا تھا تو پھر اس امر کی کوئی دلیل نہیں کہ مسٹر گرے امریکن مشن کے عیسائی کے پاس وہ کیوں چلا گیا۔ یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ وہ محض اتفاق سے ڈاکٹر کلارک کی طرف رستہ بتلایا گیا۔

۵۔ اس نے نورالدین عیسائی امریکن مشن کو کہا تھا کہ وہ قادیان سے آیا ہے اور کہ وہ فی الاصل ہندو تھا۔ اور ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اس کا یہ بیان کرنا نہ تو مرزا صاحب کی سازش ہے اور نہ لیکھرام کے قاتل کے فعل سے مشابہت کے لئے ہے بلکہ بقول اس کے بیان کے اس واسطے ہے کہ مشنریوں سے اس امر واقعہ کو پوشیدہ رکھے کہ وہ گجرات مشن سے نکالا گیا تھا۔ (عبدالحمید ایک بار پہلے بھی گجرات میں عیسائی ہوا تھا اور بد چلنی کی بنا پر وہاں سے نکالا گیا تھا۔ ناقل) اسی وجہ سے اس نے عبدالحمید کی بجائے جھوٹا نام عبدالمجید بیان کیا۔

۶۔ اگر عبدالحمید کا بیان جو بمقام بیاس اس نے کیا ہے سچا ہوتا تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ کیوں اس نے بعد تسلیم کر لینے اس ضروری امر کے کہ وہ ڈاکٹر مارٹن کلارک کے مارنے کے لئے آیا ہے، تفصیلات کے بیان کرنے سے رکا رہا۔ یہ بات ظاہر ہے کہ بہت سی تفصیلات اس وقت ظاہر ہوئیں جبکہ وہ نوجوان وارث الدین اور پریم داس اور عبدالرحیم کی حفاظت میں بٹالہ تھا۔ لہٰذا ہماری یہ رائے ہے کہ عبدالرحیم اور وارث الدین اور پریم داس ہی صرف اس پہلی کہانی کے جوابدہ ہیں اور غالباً وہی اس کو تمام وقت ورغلاتے رہے۔

(کتاب البریہ روحانی خزائن ایڈیشن ۸۴ء جلد ۱۳ صفحہ ۲۹۵، ۲۹۷)

دوران مقدمہ عبدالحمید کی اصل شہادت ہو جانے کے مابعد جس میں اس نے تسلیم کیا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو ڈاکٹر کلارک کے قتل کرنے کے لئے نہیں بھیجا تھا بلکہ وہ محض عیسائی ہونے کے لئے ڈاکٹر کلارک کے پاس امریکن مشن کے پادری نورالدین کے کہنے پر آیا تھا مگر یہاں پادری عبدالرحیم، پادری وارث دین اور پادری پریم داس نے اس کو ورغلا کر یہ بیان دلوایا کہ اسکو ڈاکٹر کلارک کو مارنے کے لئے قادیان سے بھیجا گیا ہے تو ڈاکٹر کلارک کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا اور اپنی جان بچانے کی خاطر فوراً عدالت میں یہ بیان دیا جس کو کیپٹن ڈگلس ڈپٹی کمشنر اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مسل پر درج کر دیا:

Dr Clark states he wishes to resign the post of prosecutor adjourned to 23rd August . Sd. M Douglas, District Magistrate

یعنی ڈاکٹر کلارک کہتے ہیں کہ وہ استغاثہ سے دستبردار ہوتے ہیں اور سماعت ۲۳ر اگست تک ملتوی کی جاتی ہے۔ ایم ڈگلس

اور ۲۳ر اگست ۱۸۹۷ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو باعزت طور پر بری کر دیا۔ اور زبانی فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو اب ان لوگوں کے خلاف عدالتی کارروائی کر سکتے ہیں۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا "میرا مقدمہ زمین پر نہیں آسمان میں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں ہے"۔

(حیات احمد مصنفہ حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ)

مقدمہ کی سنگینی اور نصرت الٰہی

مقدمہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے نہایت سنگین تھا۔ استغاثہ کے گواہان نہایت بااثر لوگ تھے۔ پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک عیسائی مذہب کے ایک میڈیکل مشن کے انچارج تھے جو انگلستان کے سرکاری مذہب انگلیکن کی چرچ مشنری سوسائٹی چلا رہی تھی اور خود ڈاکٹر ہنری کلارک ہندوستانی نژاد ہوتے ہوئے اپنے سفید رنگ اور ایک انگریز سینئر پادری رابرٹ کلارک کے لے پالک ہونے کی وجہ سے اپنی حیثیت میں کسی انگریز پادری سے اثر و رسوخ میں کم نہیں تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بزرگ جلیل القدر صحابی حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ نے ۱۹۳۶ء میں احمدیہ مسجد فضل لندن کی ایک تقریب میں جس میں مسٹر مانٹیگو ڈگلس جو ترقی کر کے کرنل کے مرتبہ پر پہنچ کر چیف کمشنر جزائر اینڈیمان کے عہدے سے ریٹائر ہو چکے تھے مہمان خصوصی کی حیثیت سے شامل تھے بیان فرمایا کہ ڈگلس صاحب نے حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد رضی اللہ عنہ کو (کہ وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے) جو اس وقت لندن مسجد کے امام تھے بتایا تھا کہ خود گورنر پنجاب چرچ مشنری سوسائٹی کا ممبر تھا جبکہ یہ بھی سننے میں آیا تھا کہ کسی اہم شخصیت کی طرف سے

Public Prosecutor was instructed to see the case through.

(Maulana Dard, Life of Ahmad)

یعنی پبلک پراسیکیوٹر کو ہدایت ملی تھی کہ وہ اس مقدمے کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔

مسٹر ڈگلس نے حضرت مولانا شیر علی صاحب کی تقریر میں یہ بات سن کر انکار نہیں کیا۔ اگر وہ اہم شخصیت گورنر پنجاب خود نہ تھے تب بھی ایسی ہدایت دینے والا اہم شخص یہ جان کر ہی ہدایت دینے کی جرات کر سکتا تھا کہ چرچ مشنری سوسائٹی کو گورنر پنجاب کی ممبر شپ کی پشت پناہی حاصل تھی۔ نیز یہ بات تو پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک اپنے اور مشن کے حکومت میں اثر و رسوخ کو پوری طرح استعمال کر رہے تھے۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے بھی حکومت میں اتنا اثر و رسوخ بڑھا لیا ہوا تھا کہ حکومت انگلشیہ کی طرف سے ان کو چار مربع زمین عطا ہوئی تھی۔ (مولوی صاحب کا اپنا اخبار اشاعت السنہ نمبر ۱ جلد ۹ صفحہ ۱) اور خود انہوں نے کرسی نشینی کے استحقاق کے لئے کہا تھا کہ لاٹ صاحب گورنر پنجاب مجھ کو گورنر ہاؤس میں عزت سے اپنے پاس کرسی پر بٹھا کر باتیں کرتے ہیں۔ (معلوم ہوا کہ مولوی صاحب حکومت کی نظر میں اس کے خاص آدمی تھے جبکہ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کبھی کسی گورنر کو ملنے نہیں گئے، نہ انہوں نے آپ کو بلایا، اور نہ آپ کو کوئی زمین حکومت کی طرف سے عطا ہوئی۔ آپکے پاس اپنے آباء و اجداد کی اپنے علاقہ میں قضا کی خدمات کے صلہ میں سلطنت مغلیہ کی عطا کی ہوئی وسیع رقبہ زمین کا تھوڑا سا باقی بچا ہوا حصہ تھا کیونکہ پہلے سکھوں نے پھر انگریز حکومت نے بہت بڑے

باقی صفحہ نمبر ۴ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔